عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان
ہفت روزہ
ختم نبوۃ
انٹرنیشنل
جلد نمبر ۱۳ ، شمارہ نمبر : ۲۰
KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

محمد صلی اللہ علیہ وسلم

سب سے اونچا نام ہے اُن کا

حبِ رسول

اور

علامہ اقبال

اسلام اور حسنِ معاشرت

قادیانی غنڈہ گردی کا علاج تو ہے، مگر .... اداریہ

توہین رسالت کے مرتکب پر حکومتی نوازشات کیوں؟

بیرونِ ملک کا ایک قادیانی سازش

وزیرِ خارجہ اس مسئلہ پر غور کریں

آپ کے مسائل

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

قادیانی سے تعلقات

سوال :- ہمارے پڑوس میں قادیانی آئے ہیں۔ ان کے گھر جانا چاہئے اور ان کے گھر کا کھانا وغیرہ کھانا چاہئے' یہ ہمارے گھر آئیں تو ان کی خاطر مدارت کرنی چاہئے یا نہیں؟ اور ان کے گھر حصہ بھیجنا چاہئے' ان کے گھر کا پانی دینا چاہئے' اگر ان کے گھر سے کوئی کھانے کی چیز آئے کھانی چاہئے یا نہیں؟ ان کی تقریبات میں شرکت کرنا چاہئے یا اپنے گھر میں کوئی تقریب جیسے محفل میلاد' شادی' عقیقہ وغیرہ میں ان کو بلانا چاہئے یا نہیں؟ اس کے بارے میں تفصیل سے لکھیں۔

جواب :- قادیانیوں سے کسی قسم کا تعلق رکھنا جائز نہیں۔ نہ ان کے گھر آئیں جائیں' نہ ان کو اپنے گھر گھسنے دیں' نہ ان کو کوئی چیز دیں' نہ کوئی چیز لیں' اگر وہ دیں تو منع کردیں بلکہ ان کو اپنے پاس رہنے ہی نہیں دینا چاہئے' نہ ان کے ہمسائے میں خود رہنا چاہئے میرا رسالہ "قادیانیوں اور دوسرے کافروں کے درمیان فرق" بھیج رہا ہوں' اس کا مطالعہ کریں۔

سوال :- روزے کی حالت میں ہونٹوں پر سرخی لگانا چاہئے یا نہیں؟

جواب :- روزے کی حالت میں سرخی لگانے کا روزے سے تو کوئی تعلق نہیں' لیکن سرخی لگانے سے وضو اور نماز نہیں ہوگی۔

سوال :- روزے کی حالت میں ایام شروع ہوجائیں تو ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب :- روزے کی حالت میں ایام شروع ہوجائیں تو روزہ ختم ہوجائے گا اور اس روزہ کی (اگر فرض تھا) قضا رکھنی لازم ہوگی۔

طلاق رجعی

سوال :- ... سی تمیز نے اپنی بیوی کو ۱۲ سال قبل طلاق رجعی تحریری طور پر دی اور اس کے چند دن بعد مسمی تمیز نے رجوع کرلیا۔ پہلی طلاق رجعی کے ۱۲ سال گزرنے کے بعد مسمی تمیز نے اپنی بیوی کو (اسی بیوی کو) پھر طلاق تحریری طور پر دی۔ اس طلاق کا مضمون وہ اس طرح بتاتا ہے کہ میں نے یہ تحریر کیا تھا کہ "تم کو آج کے دن طلاق رجعی دیتا ہوں۔" اس کی بیوی بھی اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ میرے خاوند نے اسی طرح لکھا تھا۔ اس طلاق رجعی کے دوسرے دن میاں بیوی نے رجوع کرلیا۔ اس واقعہ کو دو اڑھائی سال ہوچکے ہیں اور اب تک وہ دونوں میاں بیوی کی حیثیت سے رہتے ہیں۔

اب تمیز یہ کہتا ہے کہ اس نے اب کسی سے سنا ہے کہ طلاق رجعی رجوع کے بعد بھی قائم رہتی ہے۔ اب وہ کہتا ہے کہ اڑھائی سال قبل جب میں نے طلاق رجعی دی (یہ اپنی بیوی کے لئے ایک دھمکی تھی) تو مطلقاً" میری نیت طلاق رجعی کی ہی تھی اور میں نے واضح طور پر طلاق رجعی ہی لکھا تھا۔ اور اسی بات کے پیش نظر دوسرے دن ہم نے رجوع بھی کرلیا۔ اب قابل دریافت امر یہ ہے کہ ازروئے شریعت محمدی و فقہ حنفی ایسی طلاق کے متعلق کیا حکم ہے مطلع فرمائیں عند اللہ ماجور ہوں۔

جواب :- ایک یا دو طلاقیں شرعاً" رجعی ہوسکتی ہیں۔ بارہ سال قبل ایک طلاق دی اور رجوع کرلیا' یہ رجوع صحیح تھا۔ ۱۲ سال بعد دوسری مرتبہ رجعی طلاق دی اور رجوع کرلیا' یہ رجوع بھی صحیح ہے۔ خدانخواستہ تیسری مرتبہ طلاق دی تو یہ طلاق مغلظہ ہوجائے گی' اور بغیر حلالہ شرعی کے دوبارہ نکاح بھی جائز نہ ہوگا۔ بہرحال دوسری طلاق رجعی تھی' اور اس سے رجوع بھی جائز تھا۔

مرد ڈاکٹر سے عورت کا علاج

سوال :- میری شادی کو ۸ سال ہوگئے ہیں مگر بچوں کی نعمت سے محروم ہوں۔ میں نے کراچی کی بڑی بڑی لیڈی ڈاکٹرز کو دکھایا ہے مگر کوئی فائدہ نہیں۔ ہمارے ایک جاننے والی نے انکل سریا میں بیٹھنے والے میل ڈاکٹر فریدون سیٹھنا کو دکھایا اور فائدہ بھی ہوا۔ پوچھنا یہ ہے کہ آیا کسی مرد ڈاکٹر سے زنانہ علاج کرانا اسلام کی رو سے جائز ہے؟ اسی طرح لاہور میں ڈاکٹر راشد میں وہ ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے لئے مشہور ہیں۔ آیا ہم اگر اور کوئی راستہ نہ ہو تو کیا کسی مرد ڈاکٹر سے علاج کراسکتے ہیں یا نہیں اور ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب :- اولاد کا حصول ایسی ضرورت نہیں کہ اس کے لئے اپنا پوشیدہ ستر نامحرم مرد کے سامنے کھولا جائے۔ اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا تو اولاد اس کے بغیر بھی دے دے گا۔ ٹیوب بے بی کا بھی یہی حکم ہے کہ حرام ہے۔ اگر شوہر خود اپنی بیوی کے ساتھ یہ کام کرسکے تو جائز ہے۔ الغرض غیر مرد کے سامنے ننگے ہونا بے شرمی و بے حیائی ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

زندگی میں تقسیم ترکہ

سوال :- میں اپنی لیز شدہ جائیداد اپنی اہلیہ اور بچوں کو منتقل کرنا چاہتا ہوں۔ میرے علاوہ میری اہلیہ' چار بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ یہ جگہ ۱۲۰ گز ہے۔ تعمیر سے قبل اس کی قیمت ایک لاکھ اسی ہزار روپے تک لگ گئی تھی۔ اس وقت مکان میں سے ایک چوتھائی ایک بیٹے کو اور ایک چوتھائی حصہ دوسرے بیٹے کو دے دیا گیا تھا۔ ایک بیٹا اپنے ذاتی مکان میں دوسری جگہ رہائش پذیر ہے۔ بقیہ مکان تعمیر کرایا جو ابھی زیر تعمیر ہے۔ ایک بیٹی کی شادی کافی عرصہ قبل کردی تھی جبکہ ایک بیٹی اور ایک بیٹے کی شادی کی ذمہ داری بھی ہے۔ مکان کے سلسلے میں بھی تیس ہزار روپے کا قرض ہے۔ مزید بھی ضرورت پڑسکتی ہے۔ میرے چار بیٹوں میں سے ایک میرے ساتھ رہتا ہے اور ملازمت کرتا ہے۔ دوسرے تین بیٹوں میں سے صرف ایک میرے ساتھ ماہانہ مالی تعاون کرتا ہے۔ قرآن و سنت کی روشنی میں اس مسئلے کا تفصیلی حل مطلوب ہے۔

جواب :- وبہ المستعان و علیہ التکلان : اگر زندگی میں جائیداد اور ورثاء میں تقسیم کرنا مقصود ہو تو بیوی کو حسب خوشی حصہ دے کر باقی جائیداد بیٹے بیٹیوں میں برابر برابر تقسیم کی جائے گی۔ اور جن بیٹوں کو پہلے کچھ دیا جاچکا ہے وہ بھی اسی میں شمار کیا جائے گا۔ مزید یہ کہ ان سب کو حصہ دے کر قانونی قبضہ بھی دلادیا جائے۔ فقط واللہ اعلم۔

قادیانی سے نکاح

سوال ۱ :- ایک لڑکی جو پہلے قادیانی تھی لیکن اب (اللہ تعالیٰ کا شکر ہے) مسلمان ہے' اگر اس لڑکی کا نکاح کسی قادیانی سے ہو تو کیا اس کا نکاح ہوجائے گا یا نہیں؟

سوال ۲ :- لڑکی مسلمان ہے اور لڑکا قادیانی ہے۔ نکاح کے بعد صحبت کی اور اولاد ہوئی تو اولاد جائز ہوگی؟

سوال ۳ :- اولاد ہونے کے بعد لڑکا مسلمان ہوجاتا ہے تو جو پہلے اولاد ہوئی ہے وہ اولاد جائز ہوجائے گی یا نہیں؟

جواب ۱ :- مسلمان عورت کا نکاح قادیانی سے نہیں ہوسکتا' اگر کیا گیا تو زنا کے حکم میں ہوگا۔

جواب ۲ :- یہ اولاد ناجائز ہوگی۔

جواب ۳ :- اسلام سے پہلے کی اولاد تو ناجائز رہے گی' اسلام لانے کے بعد دوبارہ نکاح کیا جائے تو اس سے پیدا ہونے والی اولاد صحیح ہوگی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوت کراچی انٹرنیشنل

KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

جلد نمبر ۱۳ ● شمارہ نمبر ۲۰ ● بتاریخ ۹ جمادی الاول تا ۱۵ جمادی الاول ۱۴۱۵ھ ● بمطابق ۱۴ اکتوبر تا ۲۰ اکتوبر ۱۹۹۴ء

اس شمارے میں

۱۔ آپ کے مسائل اور ان کا حل ―― ۲
۲۔ سب سے اونچا نام ہے ان کا (نعت) ―― ۴
۳۔ اداریہ ―― ۵
۴۔ اسلام اور حسن معاشرت ―― ۷
۵۔ حب رسولؐ اور علامہ اقبالؒ ―― ۸
۶۔ توہین رسالتؐ کے مرتکب پر نوازشات کیوں؟ ―― ۹
۷۔ جدید سائنسی تحقیقات و نظریات (آخری قسط) ―― ۱۱
۸۔ گورنر پنجاب کے نام خط (آخری قسط) ―― ۱۳
۹۔ بزم ختم نبوت ―― ۱۴
۱۰۔ مجازی نبوت کا تار عنکبوت (آخری قسط) ―― ۱۷
۱۱۔ انگریزوں نے اخلاق تباہ کر دیئے (آخری قسط) ―― ۲۰
۱۲۔ اخبار ختم نبوت ―― ۲۳
۱۳۔ مرزا قادیانی کی اردو نظم کا جواب ―― ۲۶

سرپرست
حضرت مولانا خواجہ خان محمد زید مجدہ

[illegible]
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

[illegible]
عبدالرحمٰن باوا

مجلس ادارت
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا اللہ وسایا ● مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا محمد جمیل خان ● مولانا سعید احمد جلالپوری

مدیر
حافظ محمد حنیف ندیم

[illegible]
محمد انور راتا

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

[illegible]
خوشی محمد انصاری

[illegible]
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش
ایم اے جناح روڈ کراچی فون 7780337

[illegible]
حضوری باغ روڈ ملتان فون نمبر 40978

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE: 071-737-8199.

اندرون ملک چندہ
سالانہ ۱۵۰ روپے
ششماہی ۷۵ روپے
سہ ماہی ۳۵ روپے
فی پرچہ ۳ روپے

بیرون ملک چندہ
امریکہ۔ کینیڈا۔ آسٹریلیا ۱۰۰ ڈالر
یورپ اور افریقہ ۷۰ ڈالر
متحدہ عرب امارات، انڈیا ۵۰ ڈالر
چیک/ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ اکاؤنٹ نمبر ۲۰۳۴
کراچی پاکستان ارسال کریں

ناشر : عبدالرحمٰن باوا ○ طابع : سید شاہد حسن ○ مطبع : القادر پرنٹنگ پریس | مقام اشاعت : [illegible] کراچی

محمد صلی اللہ علیہ وسلم

شاعر ختم نبوت الحاج سید امین گیلانی شیخوپورہ

سب سے اونچا نام ہے ان کا

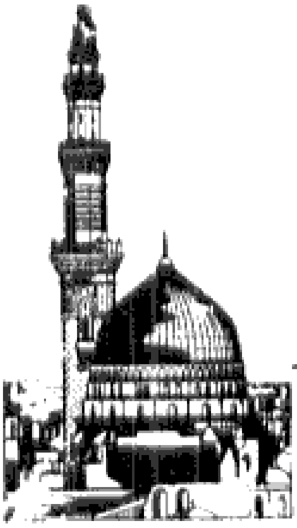

رات دن لب پہ نام ہے ان کا
کس مزے میں غلام ہے ان کا

خواہ خلوت ہو خواہ جلوت ہو
تذکرہ صبح و شام ہے ان کا

جتنے اونچے مقام والے ہیں
سب سے اونچا مقام ہے ان کا

عرش سے بھی بلند ہے وہ زمیں
جس زمیں پر قیام ہے ان کا

بخش دینا خدا کا کام سہی
بخشوانا تو کام ہے ان کا

بن کے آئے ہیں وہ رؤف و رحیم
خلق پر فیض عام ہے ان کا

پینے والے ہیں قطب و غوث و ولی
مے ہے وحدت کی جام ہے ان کا

احترام ان کے دوستوں کا امین
اصل میں احترام ہے ان کا

اس قادیانی غنڈہ گردی کا علاج تو ہے...... مگر ....!

قادیانیوں نے عورتوں کو بے پردہ کیا اور بچوں کو مارا پیٹا لیکن پولیس ان کا ساتھ دیتی رہی

فیصل آباد سے ہمیں یہ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ وہاں سمن آباد گیٹ نمبر ۲ کے علاقے میں چوہدری آفتاب احمد صاحب رہائش پذیر ہیں۔ اس علاقے میں قادیانیوں کے ۱۲ گھر ہیں' جو مالی لحاظ سے بھی اور ویسے بھی خاصے بااثر ہیں۔ ان کے لڑکے اور لڑکیاں گھر گھر جاکر قادیانیت کی تبلیغ کرتے ہیں' نہ صرف تبلیغ کرتے ہیں بلکہ زبردستی قادیانی بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر کوئی ان کے خلاف آواز بلند کرے تو اس کے ساتھ لڑنے جھگڑنے پر بھی تیار ہو جاتے ہیں۔

جناب چوہدری آفتاب صاحب جو سچے عاشق رسولؐ ہیں اور مرزا قادیانی کے پیدا کردہ فتنے کو سمجھتے ہیں' انہوں نے ان کی تبلیغ کے خلاف آواز اٹھائی اور قادیانیوں کو اپنے جھوٹے مذہب کی تبلیغ سے باز رکھنے کی کوشش کی۔ جس کے نتیجہ میں وہ ان کے نہ صرف خلاف ہو گئے بلکہ ان کو قتل کی دھمکیاں دینی شروع کردیں۔ مزید یہ بھی دھمکی دی کہ وہ ان کے گھر کو آگ لگادیں گے۔ معاملہ صرف دھمکیوں تک ہی محدود نہیں رہا بلکہ ۷ اگست کو مسلح افراد کے ساتھ جن کے پاس ہر قسم کا جدید اسلحہ بھی تھا ان کے گھر پر حملہ کردیا۔

چوہدری آفتاب اور ان کے بیٹے نے دفاع کیا اور جوابی فائرنگ کی۔ اس حملہ میں چوہدری صاحب کا بیٹا مشتاق شدید زخمی ہو گیا' جسے اسپتال میں داخل کرادیا گیا۔ قادیانی بھی زخمی ہوئے۔ پولیس نے یہاں بھی برابر کا سلوک نہ کیا۔ چوہدری صاحب اور ان کے بیٹے کو گرفتار کرلیا اور قادیانیوں کے کہنے پر بہت زیادہ مارا پیٹا۔ چوہدری صاحب کو سانس کی تکلیف ہے' وہ گرفتاری اور تھانے سے تو نہیں' البتہ سانس کی تکلیف کی وجہ سے پریشان ہیں۔ قادیانیوں نے مذکورہ ظلم پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ چوہدری آفتاب کے بچوں اور عورتوں کو بھی ظلم و ستم کا نشانہ بنایا' عورتوں کو بے پردہ کیا اور بچوں کو مارا پیٹا لیکن پولیس قادیانیوں کا ساتھ دیتی رہی۔

اس مسئلہ پر غور کرنے کے لئے فیصل آباد کے علماء کرام اور معززین کا ایک اجلاس ہوا۔ کافی غور و خوض اور تحقیقات کے بعد فیصلہ ہوا کہ یہ مسئلہ ذاتی نہیں بلکہ مذہبی ہے۔ چنانچہ علماء کرام نے ان کا بھرپور ساتھ دینے کا اعلان کیا۔ فیصل آباد وہ شہر ہے جہاں سے ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کا آغاز ہوا تھا۔ ۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کو ربوہ میں مرزا طاہر غنڈے کی قیادت میں قادیانی بدمعاشوں نے نشتر میڈیکل کالج کے طلباء پر حملہ کرکے انہیں شدید زخمی کیا۔ اس حملہ کی خبر جب فیصل آباد پہنچی تو پورا شہر سراپا احتجاج بن گیا اور ان زخمیوں کی گاڑی چناب ایکسپریس فیصل آباد پہنچی تو ریلوے اسٹیشن اندر اور باہر سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ اس واقعہ کی خبر پورے ملک میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ قادیانی شہر چھوڑ کر بھاگ گئے۔ پھر یہ تحریک پورے ملک میں چلی اور یوں جس تحریک کی ابتداء فیصل آباد سے ہوئی تھی' اس کے نتیجے میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔

چونکہ قادیانیوں کے خلاف تحریک کا آغاز فیصل آباد سے ہوا تھا' اس لئے قادیانی غنڈہ گردی اور اشتعال انگیز حرکتیں کرکے وہاں کے عوام سے بدلہ لینا چاہتے ہیں۔ اس وقت فیصل آباد کے آس پاس کے دیہاتوں اور شہر میں ان کی سرگرمیاں عروج پر ہیں۔ شاید قادیانی' فیصل آباد کے عوام کو جن کے رگ و ریشے میں عشق نبوی ﷺ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے سمجھے نہیں ہیں۔ ان کی غنڈی گردی کا علاج اہلیان فیصل آباد کے پاس ہے مگر ان کے پیش نظر ملک کے امن و امان اور استحکام بھی ہے۔ اگر قادیانیوں کی عقل مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح سلب نہیں ہو چکی تو پھر انہیں چاہئے کہ وہ ہوش کے ناخن لیں اور اپنی اشتعال انگیزیوں اور تبلیغی سرگرمیوں سے باز آجائیں۔

پھر نہ کہنا ہمیں خبر نہ ہوئی

وہاں کی انتظامیہ' پولیس افسران' پنجاب اور وفاقی حکمرانوں سے بھی ہماری گزارش ہے کہ چوہدری آفتاب کے ساتھ ہونے والے واقعہ کا سختی سے نوٹس لیں' قادیانی مجرموں کو گرفتار کریں اور انہیں سخت ترین سزا دیں۔ وہاں کے بعض قادیانی افسران ملزموں کی سرپرستی کر رہے ہیں' انہیں وہاں سے فوراً تبدیل کیا جائے۔

قائد جمعیت' مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحبؒ کی اہلیہ کا انتقال

موصوفہ کی وفات پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی قائدین کا گہرے رنج و الم کا اظہار

اخباری اطلاعات کے مطابق قائد جمعیت علماء اسلام' مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ اور ممبر قومی اسمبلی حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب کی والدہ محترمہ انتقال فرماگئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ وہ کینسر کے مہلک مرض میں عرصہ سے مبتلا تھیں اور ڈسٹرکٹ اسپتال ڈیرہ اسمٰعیل خان میں کافی عرصہ سے زیر علاج تھیں۔

ڈاکٹر حضرات نے امکانی کوششیں کیں لیکن یہ علاج وغیرہ محض دل کو تسکین دینے والی بات ہے' جب کسی بھی انسان کا وقت مقررہ آجاتا ہے تو پھر کوئی دوا اور علاج کارگر نہیں ہوتا۔ موصوف کا وقت مقررہ آپہنچا تھا' اس لئے وہ اس دنیائے فانی سے رخصت ہوگئیں۔ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب اور ان کے بھائیوں' عزیزوں' رشتہ داروں کے لئے یہ ایک بہت بڑا صدمہ ہے۔ مرحومہ کی نماز جنازہ قصبہ عبدالحکیم میں ادا کی گئی' جس میں ہزاروں علماء کرام اور معززین علاقہ نے شرکت کی۔ ہماری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے' انہیں جنت الفردوس میں بلند ترین درجہ عطا فرمائے' نیز حضرت مولانا فضل الرحمٰن سمیت جملہ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے (آمین)۔ ادارۂ ختم نبوت اس غم میں مولانا فضل الرحمٰن صاحب اور دوسرے پسماندگان کے ساتھ برابر کا شریک ہے اور جملہ قارئین سے دعا کی درخواست کرتا ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی قائدین شیخ المشائخ' خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ' محقق العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ' حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب جالندھری مرکزی ناظم اعلیٰ نے موصوفہ کی وفات پر گہرے رنج و الم کا اظہار کرتے ہوئے مولانا فضل الرحمٰن صاحب' ان کے بھائیوں اور دیگر پسماندگان سے اظہار تعزیت اور مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت کی ہے۔

آہ! حضرت حاجی گل محمد صاحب سرگانہؒ

باگڑ سرگانہ تحصیل کبیر والہ ضلع خانیوال کے معروف زمیندار اور مذہبی' دینی و سیاسی شخصیت حضرت حاجی گل محمد صاحب سرگانہ اچانک انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت حاجی صاحب جمعیت علماء اسلام باگڑ سرگانہ کے امیر اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت خانیوال کے روح رواں تھے۔ حضرت حاجی صاحب کا بیعت کا تعلق شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب نور اللہ مرقدہ سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف سے تھا۔ حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب کی وفات کے بعد ان کے جانشین قائد تحریک ختم نبوت شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت' سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں سے بیعت کی اور اپنی عمر کا بیشتر حصہ خانقاہ سراجیہ اپنے شیخ کی خدمت میں گزارا۔ خصوصاً سفر کے دوران حضرت اقدس مدظلہ کی خدمت کے لئے ہمیشہ آپ ہوتے تھے۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء' ۱۹۷۴ء' ۱۹۸۴ء اور تحریک نظام مصطفیٰ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ جب جنرل محمد ضیاء الحق صدر مملکت نے امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کیا تو باگڑ سرگانہ میں قادیانی مرزائی مرزاڑہ گرانے کی پاداش میں ۷ایوم ڈسٹرکٹ جیل ملتان میں پابند سلاسل رہے۔ حضرت حاجی صاحب خاموش طبع بزرگ تھے۔ اپنی سرگانہ برادری میں نمایاں مقام رکھتے تھے۔ برادری کے پیر و جواں آپ کا نہایت ادب و احترام کرتے تھے۔ زیادہ تر حضرت حاجی صاحبؒ کی اپنی ذاتی نیکی کا بہت زیادہ اثر تھا۔ عجب اتفاق ہے کہ گزشتہ سال حضرت حاجی صاحب کی بیوی کا انتقال انہی تاریخوں میں ہوا تھا' سوگواران میں دو صاحبزادے میاں اعجاز احمد سرگانہ' میاں اعزاز احمد سرگانہ اور تین صاحبزادیاں چھوڑی ہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ' مولانا حافظ محمد عابد صاحب مدظلہ' مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری' مولانا اللہ وسایا' مولانا خدا بخش' مولانا محمد اکرم طوفانی' حافظ احمد عثمان شاہد' رانا محمد طفیل جاوید' جمال عبدالناصر اور جمعہ خان نے حضرت حاجی صاحب کے لئے تعزیتی اجلاس میں دعائے مغفرت کی اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی اور کہا کہ ہم حضرت حاجی صاحب کے سوگواران کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ مولائے کریم حضرت حاجی صاحب کی لغزشوں کو معاف فرمائیں اور کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں۔

دفتر مرکزی عالمی مجلس میں حضرت درخواستیؒ کی وفات پر تعزیتی اجلاس

بتاریخ ۱۶ر ستمبر ۱۹۹۴ء بروز جمعۃ المبارک حافظ القرآن والحدیث حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ درخواستی نور اللہ مرقدہ امیر جمعیت علماء اسلام پاکستان کی وفات پر تعزیتی جلسہ دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جامع مسجد ختم نبوت میں زیر صدارت حضرت مولانا سیف الرحمٰن صاحب درخواستی مدظلہ منعقد ہوا۔

جلسہ کی کارروائی کا آغاز حضرت مولانا قاری محمد اسلم صاحب تھانوی مدظلہ کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ مقررین میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے ناظم اعلیٰ مفکر ختم نبوت حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب جالندھری' مناظر اسلام شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب' جمعیت علماء اسلام کے سید خورشید عباس گردیزی' ڈاکٹر محمد عارف خان' شیخ محمد یعقوب' مولانا غلام فرید' مفتی منظور احمد صاحب' مجلس علماء اہل سنت کے علامہ عبدالحق مجاہد' مولانا یعقوب الرحمٰن جالندھری' مجلس احرار اسلام کے روح رواں حضرت امیر شریعتؒ کے نواسے مولانا سید کفیل احمد شاہ بخاری' تحریک دعوت اخلاق کے مولانا عبدالرزاق قدوسی' جماعت اسلامی ملتان کے صدر راؤ ظفر اقبال' پی ڈی پی کے شیخ محمد اسلم' حکیم محمود خان' تنظیم اہل سنت کے مولانا فقیر محمد عثمانی' مولانا محمد اکبر صاحب نے اپنے اپنے انداز میں حضرت درخواستی رحمۃ اللہ علیہ کو خراج عقیدت پیش کیا اور مرحوم کی زندگی پر روشنی ڈالی۔

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری' مولانا اللہ وسایا صاحب اور سید خورشید عباس گردیزی نے تفصیل سے حضرت اقدس کی جوانی کے ایمان پرور واقعات اور کرامات کا ذکر خیر کر کے سامعین کے ایمان کو جلا بخشی اور حضرت کی وفات کو عالم اسلام کا عظیم سانحہ قرار دیا اور کہا کہ حضرت درخواستی کی وفات سے علماء حق یتیم ہوگئے ہیں۔ یہ خلا مدتوں پر نہیں ہوگا۔ حضرت درخواستیؒ کی موت موت العالِم موت العالَم کے مصداق ہے۔ مگر ملک اور بیرون ملک حضرت درخواستیؒ کے ہزاروں شاگرد اور عقیدت مند ان کے مشن کو جاری و ساری رکھیں گے۔

آخر میں جلسہ کے صدر حضرت مولانا سیف الرحمٰن صاحب درخواستی مدظلہ کی دعا پر جلسہ اختتام پذیر ہوا اور سامعین نے نماز عصر جماعت کے ساتھ ادا کی۔

افادات حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمتہ اللہ علیہ

اسلام اور حسنِ معاشرت

دوسرے کے گھر میں بغیر اجازت لئے مت جایا کرو

حمد و صلوٰۃ کے بعد عرض ہے کہ دین کے پانچ اجزاء ہیں عقائد' عبادات' معاملات' اخلاق باطنی کی اصلاح اور آداب معاشرت۔ ان میں سے ابتدائی چار اجزاء کی طرف تو عوام علماء اور مشائخ نے کسی نہ کسی صورت میں توجہ دے رکھی ہے اور ان کو دین قرار دیا ہے مگر آداب معاشرت کو تو عام طور پر دین کے اجزاء میں سے خارج ہی کر دیا گیا ہے اور موجودہ دور میں الفت و اتفاق میں جو کمی محسوس ہوتی ہے میرے نزدیک اس کا بڑا سبب یہ سوء معاشرت بھی ہے کیونکہ اس سے طبیعتوں میں نفرت پیدا ہوتی ہے آداب معاشرت دین کا اہم جزو ہیں اس پر چند دلائل پیش کئے جاتے ہیں حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

"اے ایمان والو! جب تم سے کہا جائے کہ مجلس میں جگہ فراخ کر دو تو جگہ فراخ کر دیا کرو اور جب تم سے کہا جائے کہ کھڑے ہو جاؤ تو کھڑے ہو جایا کرو۔" (سورۃ مجادلہ)

اور ارشاد ہے کہ۔

"دوسرے کے گھر میں (اگرچہ وہ مردانہ ہو مگر خاص خلوت گاہ ہو) بغیر اجازت لئے مت جایا کرو۔"

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔

"ایک ساتھ کھانے کے وقت دو دو چھوارے ایک دم سے نہ لینا چاہئے تاوقتیکہ اپنے رفیقوں سے اجازت نہ لے لے۔"

دیکھئے اس معمولی سے معاملے کی صرف اس لئے ممانعت کر دی کہ دوسروں کو ناگوار ہو گا۔

حضور ﷺ ہی کا ارشاد ہے کہ۔

"جو شخص لہسن اور پیاز (کچا) کھائے تو ہم سے (یعنی مجمع سے) علیحدہ رہے۔"

دیکھئے اس خیال سے کہ دوسروں کو ایک ذرا سی تکلیف ہو گی منع فرمایا اور ارشاد ہے کہ۔

"مہمان کو حلال نہیں کہ میزبان کے پاس اس قدر قیام کرے کہ تنگ ہو جائے۔"

اس میں ایک ایسی بات سے منع فرمایا جس سے دوسروں کے دل کو تنگی ہو اور ارشاد فرمایا کہ۔

"لوگوں کے ساتھ کھانے کے وقت گو پیٹ بھر جائے مگر جب تک دوسرے لوگ فارغ نہ ہو جائیں ہاتھ نہ کھینچے کیونکہ اس سے دوسرا کھانے والا شرما کر ہاتھ کھینچ لیتا ہے اور شاید اس کو ابھی کھانے کی حاجت باقی ہو۔"

اس سے ہر ایسے کام سے منع فرما دیا جس سے دوسروں کے شرمسار ہونے کا شبہ ہو۔

ایک مرتبہ حضرت جابرؓ نے در دولت پر حاضر ہو کر دروازہ کھٹکھٹایا۔ آپؐ نے پوچھا۔

"کون ہے؟"

انہوں نے عرض کیا کہ۔

"میں ہوں۔"

آپؐ نے ناپسندیدگی سے فرمایا۔

"میں ہوں' میں ہوں۔"

اس سے آپؐ نے ہر مقام پر گول مول بات کرنے سے بچنے اور صاف صاف بات کرنے کی تعلیم فرمائی ہے۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ۔

"ایسے دو شخصوں کے درمیان (جو قصداً پاس پاس بیٹھے ہوں) جا کر بیٹھنا حلال نہیں بغیر ان کی اجازت کے۔"

اس میں ہر اس بات سے منع فرمانا مقصود ہے جس سے دوسروں کو نفرت ہو۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ۔

"صحابہؓ کو حضور ﷺ سے زیادہ کوئی شخص محبوب نہ تھا۔ مگر آپ ﷺ کی تشریف آوری پر کھڑے نہ ہوتے تھے کیونکہ ایسا کرنا آپؐ کو ناگوار تھا۔"

اس سے بزرگوں کے ادب اور تعظیم کا اصول معلوم ہوا کہ ان کے مزاج کے خلاف کوئی کام ان کے سامنے نہیں کرنا چاہئے جو ان کو اچھا نہ لگتا ہو۔ اسی طرح دوسروں کو تکلیف سے بچانے کے لئے آپ کا طریقہ چھینک آنے کے وقت یہ تھا کہ۔

"اپنا منہ ہاتھ یا کپڑے سے ڈھانپ لیتے۔"

حضور ﷺ کی مجلس میں صحابہؓ کو جہاں جگہ ملتی بیٹھ جاتے۔ آپؐ کے قریب پہنچنے کی بلاوجہ کوشش نہ کرتے۔ مجلس کے ادب کی آپؐ نے یہی تعلیم دی ہے۔

حضرت ابن عباسؓ اور حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"بیمار پرسی میں بیمار کے پاس زیادہ نہ بیٹھے تھوڑا بیٹھ کر جلد اٹھ کھڑا ہو۔"

اس کا مقصد مریض کو پریشانی سے بچانے کی تعلیم دینا ہے۔

جمعہ کے دن غسل ضروری ہونے کا سبب ابن عباسؓ نے یوں بیان فرمایا ہے کہ۔

اسلام کے شروع میں اکثر مسلمان غریب' مزدور پیشہ تھے۔ میلے کپڑوں میں پسینہ نکلنے سے بدبو پھیلتی ہے' اس لئے غسل واجب کیا گیا تھا پھر بعد میں اس کا وجوب منسوخ ہو گیا۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ اس کی کوشش واجب ہے' کسی کو کسی سے معمولی تکلیف بھی نہ پہنچے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

حضور ﷺ بستر پر آہستہ سے اٹھے' آہستہ نعلین (جوتے) مبارک پہنے' آہستہ سے کواڑ کھولے' آہستہ سے باہر تشریف لے گئے اور پھر آہستہ سے کواڑ بند کئے اور یہ سب اس خیال سے تھا کہ حضرت عائشہؓ سوتی ہوں گی بے چین نہ ہوں اس سے سونے والوں کی کتنی رعایت کا سبق ملتا ہے۔ ایسے ہی ایک روایت میں مہمانوں کو جو سو رہے تھے آپؐ کا آہستہ آواز سے سلام کرنا ثابت ہے تاکہ جاگنے والا سن لے اور سونے والے کی نیند خراب نہ ہو۔

ایسے مضامین کی بہت ساری حدیثیں موجود ہیں۔ متعدد فقہی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی ضروری کام میں مشغول آدمی کو سلام کر کے اس کی توجہ کام سے ہٹانے سے منع کیا گیا ہے۔ اسی طرح منہ کی خرابی (پائیریا) کے مرض میں مبتلا شخص کو مسجد میں نہ آنے دینا بھی فقہاء نے نقل کیا ہے۔

ان سب دلائل میں مجموعی طور پر غور کرنے سے صاف اور واضح معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کی تکلیف کے اسباب ختم کرنا انتہائی ضروری ہیں اور شریعت نے اس کا خاص انتظام کیا ہے کہ کسی کی کوئی حرکت یا حالت دوسروں کو کسی طرح بھی تکلیف یا پریشانی اور نفرت وغیرہ کا سبب نہ ہو۔ آنحضرت ﷺ نے صرف اپنے قول اور عمل ہی سے اس کی تعلیم نہیں دی بلکہ اپنے ساتھیوں کی کم توجہی پر ان کو ان آداب کے عمل کرنے پر مجبور بھی فرمایا مثلاً ایک صحابی ایک ہدیہ لے کر بغیر سلام کئے اور بغیر آپؐ سے اجازت لئے داخل ہو گئے۔ آپؐ نے فرمایا باہر واپس آ جاؤ اور السلام علیکم میں حاضر ہوں کہہ کر پھر آؤ۔

حقیقت یہ ہے کہ لوگوں سے حسن اخلاق کی بنیاد یہی ایک چیز ہے کہ کسی کو کسی کی کلفت و ایذا نہ پہنچے۔ جس کو حضور پرنور ﷺ نے نہایت جامع الفاظ میں ارشاد فرمایا ہے۔

المسلم من سلم المسلمون من لسانہ و یدہ۔

باقی ص ۲۶ پر

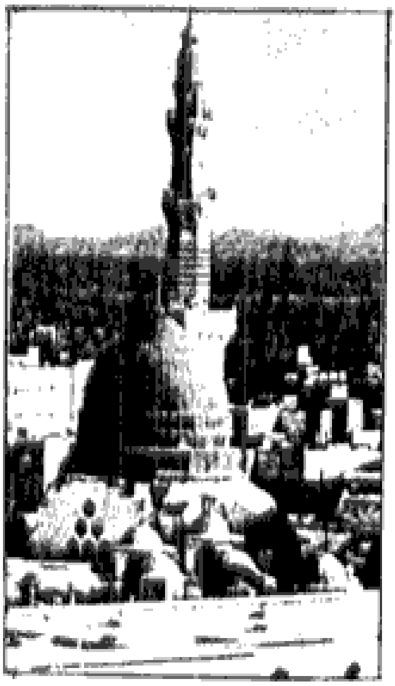

تحریر۔ محمد ضیاء الحق شیخ' بی اے بی ایڈ

حبِ رسولؐ اور علامہ اقبالؒ

محبت ہی وہ متحرک طاقت ہے' جو خودی کو تکمیل کی منزل پر لے جاتی ہے

شوق اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب' میرا سجود بھی حجاب

حضرت اقبالؒ کی زندگی حب رسولؐ کے واقعات سے بھری پڑی ہے۔ حب رسولؐ کا یہی جذبہ صادق تھا جسے وہ عمر بھر اپنے اشعار کے ذریعے مسلمانوں کے سینوں میں ابھارتے رہے۔ علامہؒ کی تمام تر شاعری کا مقصد اس کے سوا کچھ نہیں کہ وہ مسلمانوں کے دلوں میں پیغمبر آخرالزماںؐ کی محبت پیدا کریں۔ ان کی نگاہ میں نبی پاکؐ کی ذات مبارکہ کائنات میں ہر شے کی تخلیق کا باعث اسی ذات مبارکہ کو جانتے ہیں۔ ان کے اس شعر سے اسی کا اظہار ہوتا ہے۔

نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآں' وہی فرقاں' وہی یاسیں وہی طٰہٰ

علامہؒ حب رسولؐ اور مقام نبوتؐ کے شناسا تھے اور اس حقیقت سے پوری طرح واقف تھے کہ عالم انسانیت کی نجات صرف اور صرف حضور ﷺ کی اطاعت و محبت میں پنہاں ہے' اور اگرچہ ملت اسلامیہ اس راہ سے بھٹک کر ذلیل و خوار ہو رہی ہے مگر ان کے نزدیک ایسے حالات مایوس کن ضرور ہیں مگر ان میں ناامیدی کی بات نہیں۔ اس لئے کہ اب بھی اطاعت رسولؐ سے کایا پلٹ سکتی ہے۔ چونکہ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ محبوب خدا ﷺ سے جو چیز نسبت پالیتی ہے وہ ذرہ سے آفتاب' قطرہ سے سمندر بن جاتی ہے۔ کیا شان ہے' جس نے پستی سے بلندی اور تنزلی سے معراج پائی۔

اقبالؒ کے نزدیک محبت کا ایک خاص مقام ہے۔ محبت دراصل اپنی فطرت میں خودی اور کائنات سے مربوط ہے اور چاہے جانے کی خواہش انسان کی فطرت ہے۔ ان کے نزدیک کائنات کی بنیاد ہی محبت پر ہے۔ گو' محبت ہی وہ متحرک طاقت ہے جو خودی کو تکمیل کی منزل کی طرف لے جاتی ہے۔

علامہؒ کا ایمان ہے کہ عظمت نور نبیؐ سے بعید قریب ہوئی' گمراہی نے ہدایت پائی' زندگی فضل سے وصل کے قریب ہوئی۔ خشک زندگی میں توحید کی نمی نے جلا بخشی' نمی سے امر ہوئی' حجر کو شعور ملا۔ کیا اس حقیقت سے انکار ممکن ہے کہ رخسار مبارک ﷺ کی ذرا سی چمک کی بدولت ابن قحافہ سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ' عمر سے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور عثمان سے ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی سعادت سے فیضیاب ہوئے۔ ابن ابی طالب سے حیدر کرار رضی اللہ عنہ اور مرتضیٰ رضی اللہ عنہ بن کر چمکے۔

علامہؒ ایک صحیح العقیدہ مسلمان تھے اور انہیں نبی پاکؐ صاحب لولاک ﷺ کی ذات اقدس سے بے پناہ محبت و الفت تھی۔ اگر ان کی شاعری پر نظر دوڑائی جائے تو ہر جگہ حضور ﷺ سے محبت اور صحابہ کرامؓ سے عقیدت کا اظہار ہوتا ہے۔ آپ اکتوبر ۱۹۳۵ء میں اپنے وصیت نامہ میں لکھتے ہیں "میرے مذہبی اور دینی عقائد سب کو معلوم ہیں۔ میں عقائد دینی میں سلف کا پیرو ہوں اور عملی اعتبار سے امام ابوحنیفہؒ کا مقلد ہوں۔" علاوہ ازیں آپؒ علماء و ائمہ کرام کا بڑا احترام کرتے تھے اور ان کی دینی و مذہبی خدمات کے بھی بڑے معترف تھے۔ ان کی تصانیف اور تحقیق کی بڑی قدر کرتے تھے۔ اس سلسلہ میں لکھتے ہیں۔

"دین کی اصل حقیقت ائمہ و علماء کی کتابوں کو پڑھنے سے ملتی ہے۔ آج اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ علم دین حاصل کیا جائے اور اسلام کے عملی پہلوؤں کو نہایت وضاحت سے پیش کیا جائے۔" (مکاتب اقبال)

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ علامہ کس قدر حب رسول ﷺ اپنے دل میں رکھتے تھے۔ انہوں نے شاعری کے ذریعے قوم کی توجہ مذہب کی جانب مبذول کرانے کی بھرپور کوشش کی۔ اگر کلام اقبال کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ علامہ کے اکثر و بیشتر اشعار درد و سوز میں ڈوبے ہوئے اور مسلم قوم کے زوال پر ماتم کناں نظر آتے ہیں۔ وہ مسلمان کی ناکامیوں کی وجوہات بھی بیان کرتے ہیں اور ساتھ ہی اصلاح کی جانب بڑھنے کے لئے پیغامات بھی دیتے ہیں فرماتے ہیں۔

اے باد صبا کملی والے سے جا کہیو پیغام میرا
قبضے سے امت بیچاری کے دیں بھی گیا دنیا بھی گئی

اقبالؒ جگہ جگہ نبی پاک صاحب لولاک ﷺ کی مدح سرائی کرتے نظر آتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہیں جب آنحضور ﷺ کی یاد تڑپاتی ہے تو بے اختیار وہ نعتیہ اشعار کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو ان اشعار میں اقبال کے مطالعہ قرآن و حدیث اور سیرت رسول ﷺ کے علاوہ عظمت مصطفیٰ ﷺ کا اظہار ہوتا ہے اور وہ اس میدان میں مشاق نظر آتے ہیں حالانکہ اس میدان میں شعراء کو سنبھل کر قدم رکھنا پڑتا ہے۔

اقبالؒ ان حدوں سے بخوبی واقف ہیں۔ ان کی شاعری حب رسول ﷺ کی آئینہ دار ہے۔ اقبالؒ کے حب رسول ﷺ کا یہ عالم تھا کہ ایک بار حج بیت اللہ کا تذکرہ ہو رہا تھا۔ مجلس میں بیٹھے ہوئے ایک دوست نے کہا۔

"اقبال تم یورپ ہو آئے ہو' کیا اچھا ہو تا کہ واپسی پر روضہ اطہر پر بھی حاضری دیتے۔"

یہ سننا تھا کہ علامہؒ کی حالت غیر ہو گئی۔ روتے جاتے اور بار بار کہتے۔

میں کس منہ سے روضہ اطہر پر حاضر ہوتا۔ زندگی کے آخری دور میں حب رسول ﷺ کا یہ حال ہو گیا تھا کہ مولانا سالکؒ فرماتے ہیں۔

بقیہ ص ۱۰ پر

تحریر۔ مولانا محمد نذر عثمانی

توہین رسالت کے مرتکب پر حکومتی نوازشات کیوں؟

ہر جرم میں معافی و توبہ قبول ہے لیکن توہین رسالت کے مرتکب کے لئے نہیں

یوں تو ہماری موجودہ اور سابقہ حکومتوں میں دوسرے چاہے جتنے بھی اختلاف ہوں لیکن اسلام اور صاحب اسلام ﷺ کی عزت و ناموس کے لئے دونوں حکومتوں میں ایک بات قدر مشترک ہے کہ توہین رسالتؐ کے مرتکب کو سزا نہ دی جائے تاکہ ہم پر بنیاد پرست ہونے کا لیبل نہ لگ جائے۔ اہانت رسول ﷺ کتنا بڑا جرم ہے کہ ہر جرم میں معافی و توبہ قبول ہے لیکن توہین رسالت کے مرتکب کو صرف اور صرف سزا دی جائے گی۔ مغربی یورپی ممالک میں بھی حضرت عیسیٰؑ کی اہانت کرنے والے کو سزا ملتی ہے اور برطانیہ میں تو جو شخص حضرت عیسیٰؑ یا ملکہ برطانیہ کی توہین کرتا ہے تو اس کو بھی سزا ملتی ہے لیکن ایک یہ ہمارا ملک (اسلامی جمہوریہ پاکستان) ہے جہاں رسول مکرم ﷺ کی اہانت کرنے والے کو سزا دلوانے کا مطالبہ کیا جائے تو پوری یورپی برادری کا چین سکون تباہ ہو جاتا ہے کیونکہ ان کا مقصد ہی اسلام کی توہین و تذلیل کرنا ہے۔ اس کی سب سے بڑی مثال شیطان رشدی اور سلیمہ نسرین جیسے بدباطن منافق اور اہانت رسولؐ کے مرتکب لعینوں کو پناہ دینا ہے اور ہماری حکومت اہانت رسولؐ کے مرتکب کے بارے میں غالباً سزا نہ دینے کا سوچ رہی ہے۔ حالیہ اخباری بیانات سے تو یہی معلوم ہوتا ہے اور یہ کتنا بڑا ظلم ہے کہ صدر، وزیراعظم، گورنر، وزراء یا ایم این اے، ایم پی اے، کمشنر، ایس پی، ایس ایچ او کی اگر کوئی توہین کرے تو فوراً گرفتار کر لیا جائے اور اسے سزا دی جائے لیکن سرکار دوعالم ﷺ کی توہین کرنے والے کو آزاد چھوڑ دیا جائے۔ تحقیق ہوگی کہ اس نے توہین کی ہے یا نہیں اگر اس قانون کے غلط استعمال ہونے کا حکومتی کارندوں کو خطرہ ہے تو غلط استعمال کا اندیشہ کس قانون میں نہیں ہے۔ لیکن حکومت کی یہ منطق سمجھ سے بالاتر ہے کہ اگر عدالت مجاز کے فیصلے تک اسے گرفتار نہ کیا جائے تو اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ وہ فرار نہ ہوگا اور اگر حکومت اس مردود کو سزا دینے میں یا گرفتار کرنے میں تاخیر کرے گی تو قریب ہے کہ کوئی غازی علم الدین بن جائے اور اس کی زد میں صرف وہ مرتکب نہیں آئے گا بلکہ اس کے خاندان بھی آسکتے ہیں۔

قرآن و سنت کے اعتبار سے کتنی وضاحت کے ساتھ اس بات کو پیش کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کی توہین کرنے والے کو معاف نہیں کیا جاسکتا۔ ایک حدیث پاک میں آتا ہے کہ ابن عباسؓ راوی حدیث فرماتے ہیں کہ رسول پاکؐ کے زمانے میں ایک نابینا صحابی کے پاس ایک لونڈی تھی جو رسول مکرم ﷺ پر سب و شتم کیا کرتی تھی۔ اس نابینا شخص نے اسے اس حرکت سے باز رہنے کو کہا مگر اس نے پرواہ نہ کی۔ ایک شب جب وہ حسب معمول رسول پاک ﷺ کو گالیاں دے رہی تھی اس نابینا شخص نے چھری سے اسے ہلاک کر دیا۔ اگلی صبح جب اس عورت کے قتل کا مقدمہ آنحضور ﷺ کی عدالت میں پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے لوگوں کو جمع کیا اور فرمایا یہ کام کس نے کیا ہے، کھڑا ہو جائے اور اقبال کرے کیونکہ جو کچھ اس نے کیا ہے اس کے باعث میرا اس پر حق ہے۔ اس پر نابینا صحابی کھڑا ہو گیا اور لوگوں کو چیرتا ہوا رسول پاک ﷺ کے سامنے آیا اور بولا یا رسول اللہ ﷺ میں نے اس لونڈی کو قتل کیا ہے کیونکہ اس نے آپ کو گالیاں دی تھیں۔ میں نے مسلسل اس کو منع کیا مگر اس نے پرواہ نہ کی۔ اس سے میرے دو خوبصورت بچے ہیں اور وہ میری بہت اچھی ساتھی تھی مگر کل جب اس نے آپ ﷺ کو گالیاں دینا شروع کیں تو میں نے اپنی چھری اٹھائی اور اس کے پیٹ پر حملہ کر کے اسے ہلاک کر دیا۔ رسول پاک ﷺ نے فرمایا اے لوگو! گواہ رہنا اس عورت کا خون رائیگاں گیا۔

(سنن ابوداؤد ص ۵۵ ج ۲)

اسی طرح قرآن مجید میں کی ایک آیت مبارکہ میں یوں ارشاد ہوتا ہے۔

یاایھاالذین آمنوالاتقولوراعناوقولوانظرنا۔

"اے ایمان لانے والو راعنا نہ کہا کرو بلکہ انظرنا کہو۔"

یہود یہ لفظ راعنا رسول اکرم ﷺ کی اہانت کے لئے استعمال کرتے تھے۔ لفظ راعنا کے دو معنی ہیں اچھے اور برے۔ اس کے اچھے معنی یہ ہیں کہ ہم پر مہربانی اور توجہ فرمائے اور برے معنی ہیں اے ہمارے گڈریئے اور یہ لفظ یہودی رسول اکرم ﷺ کی شان گھٹانے کے لئے استعمال کرتے تھے۔ پس یہ ایک طنز تھا لہٰذا اس سے مسلمانوں کو منع کر دیا گیا کیونکہ اس سے اہانت رسولؐ کا پہلو نکلتا تھا۔

صحیح بخاری شریف میں حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ میں داخل ہوئے اس حال میں کہ آپؐ کے سر پر خود تھا۔ جب آپ نے خود اتارا تو آپؐ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا کہ ابن حنظل کعبہ کے پردوں سے چمٹا ہوا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسے قتل کردو۔ سائب بن یزید فرماتے ہیں عبداللہ بن حنظل کو فتح مکہ کے روز کعبہ کے پردوں کے نیچے سے نکالا گیا اس کی گردن زم زم اور مقام ابراہیمؑ کے درمیان اتاری گئی۔

(کنز العمال ص ۵۰۲۔۵۰۳ ج ۱۰)

ابن حنظل کا جرم کیا تھا کہ اس کو حرم مکہ میں بھی معاف نہیں کیا گیا۔ شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ اپنی مشہور کتاب الصارم المسلول ص ۱۳۶ پر یوں نقل کرتے ہیں۔

اس کا جرم یہ تھا کہ اس کو رسول اللہ ﷺ نے صدقہ کی وصولی کے لئے مقرر فرمایا تھا۔ ایک اور آدمی اس کا ساتھی بنایا تھا۔ جو اس کی خدمت پر مامور تھا۔ تو وہ ساتھی پر غصہ ہوا اس لئے کہ اس نے اس کے لئے کھانا تیار نہیں کیا تھا۔ جس کی تیاری کا اس نے حکم دیا تھا تو اسے قتل کر دیا اور اپنے قتل کئے جانے کے خوف سے مرتد ہو گیا اور صدقہ کے اونٹوں کو لے بھاگا اور اشعار کہتا تھا جس سے وہ رسول اللہ ﷺ کی ہجو کرتا تھا اور اپنی لونڈی کو حکم دیا کرتا تھا ان اشعار کے گانے کا۔ اس کے تین یہ جرائم تھے جن کی وجہ سے اس کا خون مباح ہوا، قتل نفس، ارتداد اور ہجو۔

اہانت رسول ﷺ کتنا بڑا جرم ہے۔ وہ بیت اللہ جو امن کا گہوارہ ہے اور جہاں پکڑ دھکڑ، قتل و غارت کے تمام قوانین معطل ہو جاتے ہیں، وہیں جا کر اس نے پناہ لی مگر

ذات عزوجل نے اپنے پیارے رسول ﷺ کی عزت اور ناموس کے لئے امن کے وہ اصول رسول اللہ ﷺ کے لئے ایک مختصر وقت تک روک دیئے۔ علامہ بدر الدین عینی حنفیؒ اس وقت کے بارے میں یوں رقم طراز ہیں کہ وہ فتح مکہ کے دن صبح سے عصر تک کا وقت تھا۔ (عمدۃ القاری ص ۲۸۲ج ۹)

ایسی بہت سی روایات ملتی ہیں' جن میں اہانت رسولؐ کرنے والے کو سزائے موت دی گئی۔ موجودہ اور سابقہ حکومتوں کے دور میں بھی اہانت رسولؐ کے مرتکب افراد کی سرپرستی ہوتی رہی مثلاً اختر حمید خان ولد امیر حمید خان ساکن ۳۰ سی معمار ویو فلیٹس واقع عقب تھانہ عزیز بھٹی کرکٹ اسٹیڈیم کراچی کے ایک شائع شدہ انٹرویو کی بنیاد پر زیر دفعہ ۲۹۸ سی تعزیرات پاکستان اہانت رسولؐ کے مقدمہ نمبر ۱۲۵/ ۹۰ مورخہ ۱۹۹۰۔۳۔۲۵ تھانہ دہلی گیٹ ملتان میں اشتہاری مجرم ہیں۔ اس اشتہاری مجرم کی سابقہ حکومت نے بھی سرپرستی کی کہ حکومت نے مقدمہ کی واپسی کے لئے عدالت میں درخواست دی۔ سیشن جج ساہیوال نے مقدمہ اور جرم کی تفصیل جانچنے کے بعد ۹۳۔۲۔۲۹ کو مسترد کردی اور اپنے آرڈر میں لکھا کہ ایسے مقدمے کی واپسی ملک کے عدالتی نظام میں مداخلت اور عدم اعتماد کے مترادف ہوگی۔ مجسٹریٹ ملتان نے بھی اختر حمید خان کو اشتہاری مجرم قرار دیا اور سیشن جج ساہیوال نے جہاں مجرم کی اپنی درخواست پر مقدمہ کا ٹرانسفر ہوا تھا وہاں سے ان کے خلاف ناقابل ضمانت وارنٹ گرفتاری جاری ہوچکے ہیں اور موجودہ حکومت سندھ نے اہانت رسولؐ کے اس مجرم کو بلدیہ عظمیٰ کراچی کی معروف کمیٹیوں میں رکن نامزد کیا ہے۔ وزیر اعلیٰ سندھ نے کچھ عرصہ قبل پی ٹی وی انٹرویو میں کہا تھا کہ اہانت رسولؐ کے مجرم کی نشاندہی کی جائے تو وہ فوراً اس مجرم کو گرفتار کرائیں گے لیکن اختر حمید خان جو کہ عرصہ چار سال سے ان پر مقدمہ چل رہا ہے اور اشتہاری مجرم قرار دیئے جاچکے ہیں تو حکومت سندھ اور بلدیہ عظمیٰ کراچی کا ایسے شخص کو امن کمیٹی کا رکن نامزد کرنا کون سی ملکی دینی خدمت ہے۔

سابقہ حکومت کی طرح موجودہ وفاقی حکومت نے بھی اہانت رسولؐ کے مرتکب کو سزا سے بچانے کے لئے قانون میں ترمیم کا شوشہ چھوڑا کہ اہانت رسول ﷺ کے مرتکب کو پولیس گرفتار نہ کرے۔ تاوقتیکہ مجسٹریٹ یا اعلیٰ پولیس افسران اجازت نہ دیں لیکن ہم حکومت کے گوش گزار ہیں کہ توہین رسالتؐ کے قانون میں کسی قسم کی ترمیم سے باز رہے ورنہ عوام ہر اس مرتکب توہین رسالتؐ کو خود سزا دینے کے لئے ہر وقت آپ کو تیار ملیں گے۔ عشق رسول ﷺ کا تقاضا یہی ہے جو شخص بھی رسول اللہ ﷺ کی ذرا سی بھی توہین کا ارتکاب کرے' اس کو زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں۔ خدا تعالیٰ یہی ہدایت موجودہ حکومت "کو بھی دے۔ روزنامہ نوائے وقت میں لکھنے والے معروف شاعر مظفر وارثی نے بغاوت کے نام سے کیا خوب کہا ہے۔

انصاف کی کرسی سے ایواں سے بغاوت ہے
کلمے سے عقیدے سے ایماں سے بغاوت ہے
توہین رسالتؐ کے قانون میں تبدیلی
اسلام سے غداری قرآں سے بغاوت ہے

بقیہ۔ حب رسولؐ اور اقبال

"ان کے گداز قلب اور رقت احساس کا یہ عالم تھا کہ جہاں حضور سرور کونین ﷺ کی رافت و رحمت یا حضور کی سروری کائنات کا ذکر آتا تو حضرت علامہ کی آنکھوں میں بے اختیار اشک جاری ہوجاتے اور دیر تک طبیعت نہ سنبھلتی۔" (اقبال نامہ)

محب صادق ہمیشہ پیرو صادق بھی ہوتا ہے۔ علامہؒ کا یہ حال تھا کہ آخری عمر میں اس تصور ہی سے پریشان ہوجاتے تھے کہ کہیں ان کی عمر آنحضرت ﷺ کی عمر مبارک سے زیادہ نہ ہوجائے۔ حکیم احمد شجاع کہتے ہیں۔

"میں ایک بار علامہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہیں بے حد فکر مند' مغموم اور بے چین پایا۔ وجہ پوچھی تو نہایت غم انگیز لہجے میں فرمایا۔

" احمد شجاع! یہ سوچ کر میں مضطرب ہوجاتا ہوں کہ میری عمر حضور ﷺ سے زیادہ نہ ہوجائے۔"

(روزگار فقیر جلد نمبر ۲)

اقبالؒ کی محبت ایک بالغ نظر انسان کی محبت تھی۔ بعض شعرائے کرام نے حب مصطفی ﷺ کے ترانے گائے ہیں کہ ان سے وارفتگی و شیفتگی کا اظہار ہوتا ہے۔ مگر یہ کم پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے سیرت مصطفی ﷺ کے مطالعے سے کیا اثر قبول کیا۔ اس کے برعکس اقبال کی یہ خوبی ہے کہ اظہار محبت کے ساتھ کامل انسان کے طور پر حضور ﷺ کو پیش کرتے ہیں۔ علامہؒ کا یہ محض عقیدہ ہی نہیں بلکہ حیات طیبہ کے مطالعہ کے بعد اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ حضور ﷺ کی ذات اقدس اس دنیا پر ابر رحم بن کر برس رہی ہے۔ اگر آج توحید کی روشنی نظر آتی ہے تو یہ سب اس آفتاب رشد و ہدایت کی ضیاء باری کا نتیجہ ہے۔ اس لئے جواب شکوہ میں مسلمانوں کے زوال و موجودہ زبوں حالی کے محرکات بیان کرتے ہوئے مسلمانوں سے مخاطب ہیں۔

کون ہے تارک آئین رسول مختار
مصلحت وقت کی ہے کس کے عمل کا معیار
کس کی آنکھوں میں سمایا ہے شعار اغیار
ہوگئی کس کی نگہ طرز سلف سے بیزار
قلب میں سوز نہیں روح میں احساس نہیں
کچھ بھی پیغام محمدؐ کا تمہیں پاس نہیں

ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ علامہؒ نے اپنے فہم و تدبر اور علم و بصیرت سے اس حقیقت کو سمجھا اور اس کو اپنی فکری اساس بنا کر یہ واضح کردیا کہ انسانی زندگی کی کامیابی سوائے اس کے نہیں ہے کہ اللہ کے آخری رسول حضرت محمد ﷺ کی مکمل پیروی کی جائے۔ اس لئے کہ آپ ﷺ کی زندگی مبارک' انسانی زندگی کے لئے کامل نمونہ اور قرآن کی عملی تفسیر ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ علامہؒ صرف اسی کو دوست رکھتے ہیں جو اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہے اور آپ ﷺ کی ذات اقدس کو اپنا نجات دہندہ جانتا ہو۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

قرآن مجید کا ترجمہ

۱۲۹۳ء میں سندھی زبان میں "عزیز اللہ" نے کیا۔
۱۳۰۹ء میں بنگالی زبان میں "شاہ رفیع الدین" نے کیا۔
۱۲۲۹ء میں فارسی زبان میں "شیخ سعدی" نے کیا۔
۱۷۷۶ء میں روسی زبان میں "سینٹ پیرز" نے کیا۔
۱۹۱۴ء میں ہندی زبان میں "احمد شاہ" نے کیا۔
۱۹۲۳ء میں چینی زبان میں "رودین جودھوا" نے کیا۔

ARFI JEWELLERS
عارف جیولرز
FOR CREATION OF ATTRACTIVE
JEWELLERY PH.
ممتاز زیورات ـ منفرد ڈیزائن
A Perfect Setting for a perfect Woman
Where trust is a Tradition.
ARFI JEWELLERS
34-MUHAMMADI SHOPING CENTRE
BLOCK-G-HAIDRY NORTH NAZIMABAD KARACHI PAKISTAN

قرآنِ حکیم کی روشنی میں

تحریر- محترم پروفیسر حافظ محمد عبداللہ

آخری قسط

جدید سائنسی تحقیقات و نظریات

قرآن سائنسی کتاب نہیں بلکہ کتاب ہدایت ہے جو اپنی جگہ اٹل حقیقت ہے

ذرائع مواصلات و نشریات

آج کے جدید سائنسی دور کے ذرائع مواصلات و نشریات یعنی ریڈیو' ٹیلی ویژن' وی سی آر' ٹیلی فون' وائرلیس اور ٹیلی گراف وغیرہ کی ایجادات اور ان کے استعمال (اچھے یا برے) نے قرآنی واقعات کی صداقت کا ایک اور ثبوت بہم پہنچا دیا اور اہل ایمان کے دل اپنے ایمان میں اور زیادہ مضبوط و مطمئن نظر آتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کے بندے اور جلیل القدر پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب بیت اللہ کے پاس کھڑے ہو کر تمام دنیا کے لوگوں کو حج اور زیارت بیت اللہ کی دعوت دی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کی اس آواز کو قدرتی ریڈیائی لہروں سے پوری دنیا کے کونے کونے میں پہنچا دیا۔ چنانچہ قرآن کے الفاظ ملاحظہ فرمایئے۔

"اے ابراہیمؑ آپ لوگوں میں حج کا اعلان فرمایئے وہ آپ کے پاس پیدل یا سواریوں پر (بذوق و شوق) نہایت دور دراز سے چلے آئیں گے۔"

بلاشبہ جب آنحضرت ﷺ نے زمانہ جاہلیت کے مشرکین و کفار کے سامنے یہ قرآنی دعویٰ کہ۔

"اہل جنت دوزخیوں سے (قیامت کے روز) ہم کلام ہوں گے۔"

اور۔

"اور اہل دوزخ جنتیوں سے ہم کلام ہو کر پانی مانگیں گے۔"

پیش کیا تو انہوں نے آپ ﷺ کا مذاق اڑایا تھا۔ مگر آج سائنس کی ان جدید ایجادات نے اس بارے میں کسی قسم کا شک و شبہ تک دور کر دیا ہے۔ ان دلائل و ثبوت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے "یاساریہ الجبل" کے تناظر میں سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کی کرامت کے اس واقعے کی از خود تائید ہوتی ہے۔ زمانہ قریب میں جب انسان کی چاند تک رسائی ہوئی اور ایک خلا باز نے خلا میں اذان کی آواز سنی جو کہ بعد میں مسلمان ہو گیا تو اس بات نے قرآن حکیم کے اس دعویٰ کی تصدیق کر دی کہ۔

"اس کی طرف پاکیزہ کلمات بلند ہوتے ہیں۔"

دور جدید کی سواریاں

زمانہ قدیم میں بار برداری اور انسانوں کی سواری کے لئے عام طور پر گھوڑے' خچر' گدھے' اونٹ اور بیل وغیرہ کام آتے تھے۔ یا پھر دریاؤں اور سمندروں میں کشتیاں اور جہاز استعمال کئے جاتے تھے (جبکہ آج کے جدید دور میں ابھی تک ان کا استعمال ہو رہا ہے) اور دور حاضر کی سواریوں سائیکل' موٹر سائیکل' رکشہ' ٹیکسی کار' ریل اور طیارے وغیرہ کا اس دور میں تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا مگر قرآن پاک نے اس وقت ہی دور جدید کی ان سواریوں اور انسان کے مختلف سیاروں تک ذرائع آمدورفت کی طرف بڑے جامع و بلیغ الفاظ میں اشارہ فرمایا تھا کہ۔

"اور اس (اللہ) نے گھوڑے' خچر اور گدھے اس لئے پیدا کئے کہ تم ان پر سواری کرو اور یہ تمہارے لئے زینت بھی ہیں۔ اور وہ (اللہ تعالیٰ) ایسی سواریاں بھی پیدا کرے گا جن کا تمہیں علم نہیں ہے۔"

"اور ہم نے کشتی کی مانند ان کے لئے چیزیں پیدا کیں جن پر یہ سوار ہوتے ہیں۔"

قدیم فلاسفروں کے نظریہ کے مطابق سرعت سیری کوئی حد متعین نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ دور حاضر میں راکٹ' میزائل اور خلائی جہاز جیسی چیزیں ایجاد ہو چکی ہیں جن سے دنوں کا سفر گھنٹوں میں طے کیا جاتا ہے اور اسی طرح انسان چاند پر پہنچ گیا ہے۔ لیکن قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ان سے کہیں زیادہ تیز رفتار ذرائع آمدورفت اور وسائل کا ذکر کیا ہے جن کی بدولت افلاک گیر واقعات ظہور پذیر ہوئے جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار کے وزیر آصف بن برخیا نے ملک سبا کی ملکہ بلقیس کے سینکڑوں میل دور پڑے تخت سے متعلق یہ کہا تھا کہ۔

"میں اسے آپ کے پاس پلک جھپکنے میں ہی لے آؤں گا۔"

چنانچہ ایسا ہی ہوا اور چند لمحوں میں تخت بلقیس حضرت سلیمانؑ کی خدمت میں موجود تھا۔

انسان کے چاند پر پہنچ جانے بلکہ اس سے بھی آگے بڑھ کر مظاہر قدرت کا نظارہ کرنے کی دعوت قرآن پاک پہلے ہی دے چکا ہے۔ ارشاد ہے۔

"آپ ﷺ فرمایئے کہ آسمانوں اور زمین میں مظاہر قدرت کا مشاہدہ کرو۔"

فرعون کی غرقابی اور اس کی نعش کی بازیابی

قرآن پاک میں موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں فرعون کو اس کی معصیت الٰہی اور احکام اللہ سے بغاوت کے انجام میں دریا میں غرق کئے جانے اور پھر اس کی نعش کو تاقیامت محفوظ رکھ کر آنے والی نسلوں کے لئے سامان عبرت بنانے کے اس دعویٰ کہ۔

"آج ہم تیرے بدن کو (پانی سے بچا کر) محفوظ کر لیں گے تاکہ تو اپنے بعد آنے والوں کے لئے (بطور انجام) باعث عبرت ہو۔"

اس دور کے کفار و مشرکین اور منکرین قرآن و رسول ﷺ نے اور جدید دور کے دشمنان اسلام نے بھی مذاق اڑایا اور کہا کہ قرآن کے اس دعویٰ کی تصدیق تو تب ہو کہ فرعون کی لاش کا علم ہو چونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر کام کے لئے ایک وقت مقرر فرمایا ہے اس لئے ۱۸۸۱ء میں اہرام مصر کے قریب قدیم مصری قبرستان کی کھدائی کے دوران انگلستان کے ماہرین کو پتھر کے صندوقوں میں سے پانچ نعشیں ملیں جو کہ حنوط یعنی سائنٹیفک طریقوں سے محفوظ کی ہوئی تھیں اور ہر ایک کے بارے میں معلومات تختیوں پر درج تھیں اور ان میں سے ایک نعش فرعون کی تھی تو قرآن کے اس دعویٰ کی تصدیق و تائید ہو گئی جبکہ یہ واقعہ نزول قرآن سے تقریباً بائیس سو سال قبل پیش آیا تھا۔

قانون زوجیت

قدیم دور کے ماہرین علم اور سائنس دانوں کی تحقیق صرف یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے صرف انسان اور حیوانوں کے جوڑے (نر و مادہ) ہی پیدا فرمائے ہیں مگر جدید سائنسی تحقیقات و انکشافات نے اس کی تردید کرتے ہوئے یہ ثابت کیا ہے کہ نباتات و جمادات اور مادی ذرات میں بھی جوڑے (نر اور مادہ یا مثبت و منفی کی صورت میں) پائے جاتے ہیں۔ مثلاً درختوں کے نر اور مادہ کا ملاپ ہواؤں کے ذریعے ہوتا ہے اور قرآن نے پہلے سے یہ فرمایا ہے کہ۔

"ہم نے بار آور کرنے والی ہوائیں بھیجیں۔"

اسی طرح جدید سائنسی تحقیق کے مطابق بجلی اور شعاعوں میں بھی مثبت و منفی جوڑے ہیں اور ان دونوں کے ملاپ کے بغیر صحیح اور مفید نتیجہ برآمد نہیں ہو سکتا۔ اس طرح بھی قرآن حکیم کے عالمگیر اصولوں کی صداقت کی تائید بدرجہ اتم ہو جاتی ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے آج سے چودہ سو سال پہلے ہی اپنے پیغمبر کے ذریعے عام انسانوں پر یہ کہہ کر منکشف کر دیا تھا کہ۔

"اور ہم نے ہر چیز کو جوڑا جوڑا پیدا کیا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔"

اور یہ کہہ کر۔

"پاک ہے وہ ذات جس نے زمین کی نباتات کے اور انسانوں کے اپنے اور ان چیزوں کے' جن کا بھی تمہیں علم نہیں ہے' سب کے جوڑے بنائے۔"

اس آیت کے آخری حصے کی روشنی میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ۔

"آئندہ دنیا میں معلوم نہیں کہ کتنی ایسی چیزیں علم انسانی میں آئیں گی جن کی آج ہمیں خبر نہیں اور سائنس کی اس دوڑ کے زمانے میں جن کا وجود یا علم میں آنا عین ممکن ہے۔"

مخفی مخلوق

اللہ جل شانہ نے جس طرح اپنی ذات پاک کو اپنی صفات کے پردوں میں چھپا رکھا ہے اسی طرح اس نے مخلوقات میں سے بعض ایسی بھی پیدا کی ہیں کہ جسم و جان رکھنے کے باوجود وہ ہمیں نظر نہیں آتیں جیسے ملائکہ اور جنات۔ انسان کو اپنی طبعی کثافت کی بناء پر کسی کو نظر نہیں آتے۔ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے شیطان کی انسان دشمنی کے بارے میں وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ۔

"وہ (شیطان) اور اس کا قبیلہ تمہیں دیکھتا ہے جبکہ تم انہیں دیکھ نہیں سکتے۔"

اسی وجہ سے بعض ملحد قسم کے لوگ ان کے وجود کو تسلیم نہیں کرتے لیکن جدید سائنس نے ایک اور مخفی مخلوق دریافت کر کے اس حقیقت کا واضح انکشاف کر دیا ہے کہ اس کائنات میں بے شمار ایسی مخلوقات کا وجود ہے جو جسم و جان رکھنے کے باوجود ہمیں نظر نہیں آتیں۔

چنانچہ سائنس کی جدید تحقیق کے مطابق الیکٹرون اور پروٹون کے اختلاط سے پیدا ہونے والے عنصر کو سیل کہتے ہیں۔ یہ جاندار بڑے حساس' صاحب جسامت' تیز حرکت کرنے والے اور اپنی بقا کے لئے کوشاں رہنے والے ہوتے ہیں۔ جنہیں انسانی نظر صرف خوردبین کی مدد سے دیکھ سکتی ہے۔

سر چارلس ڈارون کے بیان کے مطابق بیکٹیریا اتنے چھوٹے ہوتے ہیں کہ ایک پن کی نوک پر ایسے لاکھوں ذی روح اور ذی حیات نظر آتے ہیں۔ خود حضرت انسان دو ہزار کروڑ Cells کا مرکب ہے اور اس کائنات اکبر میں کائنات اصغر کی حیثیت رکھتا ہے لہٰذا قرآن مجید میں متعدد جگہ مذکور جنات و ملائکہ کے وجود کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ ہزاروں تحقیق گاہوں میں ان کی موجودگی کا سائنسی آلات کے ذریعے مشاہدہ ہو چکا ہے۔

دماغی امراض

پوری دنیا کے ماہرین نفسیات اس بات پر متفق ہیں کہ تمام دماغی بیماریوں کی ابتداء Frustration (اطمینان قلب کے فقدان) سے ہوتی ہیں۔ اسی کی بناء پر کنگ ایڈورڈ کالج کے شعبہ نفسیات کے سربراہ "پروفیسر آئی اے ترین" نے کہا کہ "ذہنی دباؤ کا بہترعلاج 'صبح کی نماز ہے۔" اسی شعبہ میں ہونے والے ایک تحقیقاتی سروے کے حوالے سے بتایا گیا کہ۔

"تہجد کی نماز اس بیماری کا موثر علاج ہے۔"

گویا یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ان امراض کے علاج یا اطمینان قلب کے حصول کے لئے ذکر الٰہی ضروری ہے اور یہ بات قرآن پاک میں پہلے سے موجود ہے کہ۔

"یاد رکھو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہی دل مطمئن ہوتے ہیں۔"

چنانچہ ڈاکٹر سید مبارک علی الجیلانی فرماتے ہیں کہ۔

"شفا خانہ امراض دماغی۔ طائف (سعودی عرب) میں میرے طریق علاج یعنی علاج بالقرآن کا مختلف ممالک کے ماہرین نفسیات نے مشاہدہ کیا بلکہ ایک باقاعدہ سائنٹیفک تحقیقاتی ادارہ برائے ریلیجس تھراپی قائم کر دیا جس میں کئی مرضوں خصوصاً جنون' مرگی اور مالیخولیا وغیرہ میں مبتلا مریضوں کو علاج بالقرآن کے ذریعہ بحکم الٰہی شفا سے ہمکنار کر کے موجودہ مادی سائنس' فرائیڈ کے نظریات کے ابطال اور آیات قرآن کی تاثیر کو سائنسی طور پر ثابت کیا ہے۔ اس کی وضاحت اللہ تعالیٰ اپنے پاک کلام میں ان الفاظ میں کرتا ہے۔

"اور ہم قرآن میں ایسی چیزیں نازل کرتے ہیں جو ایمان والوں کے لئے شفا اور رحمت ہوتی ہے۔"

سور کا گوشت اور خون

ان دونوں چیزوں کو اسلام نے حرام قرار دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔

"بے شک تمہارے لئے اللہ تعالیٰ نے مردار اور خون (پینا) اور سور کا گوشت (کھانا) حرام قرار دیا ہے۔"

سور (خنزیر) کے گوشت کے وجہ تحریم کے بارے میں ایک جرمن مقالہ نویس نے یہ بیان دیا ہے کہ۔

"حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے خنزیر کے گوشت اور دیگر حرام جانوروں کے گوشت جن کو کھانے سے انہوں نے اپنی امت کو روکا ہے' کے اندر انہوں نے ضرور امراض ہیضہ' ٹائیفائیڈ اور بخار وغیرہ کا خطرہ دریافت کر لیا ہوگا۔"

رہی خون کی بات تو جدید سائنس کی اس کے متعلق یہ تحقیق ہے کہ۔

"خون میں جسم کی تمام فاسد رطوبتیں جمع ہوتی رہتی ہیں۔"

یہی وجہ ہے کہ اسلام نے خون کا استعمال حرام قرار دیا ہے۔

شراب

موجودہ سائنسی تحقیقات نے شراب کے نقصانات کو روز روشن کی طرح واضح کر دیا ہے جب کہ مشہور ماہر غذائیات "پروفیسر شیلر" نے اعداد و شمار کے حوالے سے یہ ثابت کیا

باقی ص ۲۶ پر

جبار کارپٹس

ڈیلرز

قائد آباد کارپٹ ● مون لائٹ ● بلال کارپٹ ●
یونائیٹڈ کارپٹ ● ڈیکورا کارپٹ ● اولمپیا کارپٹ

مساجد کیلئے خاص رعائت

سہ۔ این آر ایونیو نزد چوہدری پوسٹ آفس بلاک جی برکات حیدری نارتھ ناظم آباد فون: 6646888 - 064

گورنر پنجاب کے نام خط

پنجاب کے گورنر جناب چوہدری الطاف حسین نے گزشتہ دنوں مدارس دینیہ کے بارے میں خامہ فرسائی فرمائی ہے اس سے قبل سابق گورنر بھی اس قسم کے خیالات کا اظہار فرما چکے ہیں' جس کا جواب حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب نے تحریر فرمایا تھا۔ موجودہ گورنر صاحب نام کی تبدیلی کے ساتھ حضرت اقدس کے اس مضمون کو ملاحظہ فرمائیں۔ (ادارہ)

آخری قسط :

------------------ دینی مدارس کا یہ کارنامہ بلاشبہ معجزہ نبوت ہے' اگر یہ اکابر دینی مدارس کے ذریعہ غریب بچوں کے لئے مفت تعلیم کا انتظام نہ کرتے تو انگریز کے لائے ہوئے نظام تعلیم کے ذریعہ برصغیر پاک و ہند سے اسلام کے آثار اسی طرح مٹا دیئے جاتے جس طرح اسپین سے اسلام کا نام و نشان مٹا دیا گیا۔ امراء کی اولاد جدید تعلیم کے راستہ سے الحاد و زندقہ کی وادیوں میں بھٹکنے پر مجبور ہوتی' اور غریب طبقہ کی نئی نسل کو ان کی غربت کی وجہ سے غیر قومیں نگل جاتیں' دینی مدارس کے نظام نے ایک طرف پسماندہ طبقہ کو سنبھالا اور انہیں غیر قوموں کی گود میں گرنے سے بچایا' اور دوسری طرف امراء کے لئے روشنی کا مینار قائم کئے رکھا اور ان کو اندھیروں میں بھٹکنے سے محفوظ رکھا گویا ان دینی مدارس کی بدولت دین اور دین کے آثار درخشندہ و تابندہ رہے' اور عام و خاص اور امیر و غریب کا ایمان محفوظ رہا گویا غلامی کے دور میں جدید تعلیم کے طوفان بلاخیز کے دوران ان دینی مدارس کی حیثیت اس جزیرہ اور ٹاپو کی تھی جہاں ایمان اور اہل ایمان کو پناہ ملی اور اسلام کی روشنی قائم رہی۔ یہ ہے دینی مدارس کا وہ عظیم الشان کارنامہ جو ایک زندہ قوم کے لئے لائق صد فخر اور دوسری قوموں کے لئے لائق صد رشک ہے' بڑی بے انصافی اور کور چشمی ہوگی اگر دینی مدارس کے اس کارنامے سے آنکھیں موند لی جائیں۔ بلاشبہ دینی مدارس کے نظام میں ان مخیر حضرات کا بڑا حصہ ہے' جنہوں نے اپنے اکابر بزرگان دین کی دیانت و امانت پر اعتماد کرتے ہوئے اس کار خیر کے لئے انہیں عطیات دیئے' جن سے دینی مدارس کا یہ نظام کامیابی سے ہمکنار ہوا۔ انشاء اللہ ان اہل خیر حضرات کا اجر دینی مدارس میں پڑھنے پڑھانے والوں سے کم نہیں ہوگا۔

آنجناب نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ بہت سے علماء کے بچے دینی مدارس کے بجائے جدید تعلیم گاہوں میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اس کے بارے میں یہی عرض کر سکتا ہوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کا ایک تکوینی نظام ہے کہ وہ اپنے کارخانہ دین کے کارکنوں کو بدلتے رہتے ہیں تاکہ یہ معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ کا دین شخصیات کا مرہون منت نہیں۔ ہماری تاریخ میں بڑے بڑے اکابر گزرے ہیں لیکن آج ان کے اخلاف میں کوئی نابغہ شخصیت مشکل ہی سے نظر آئے گی۔ اس کے برعکس جب اللہ تعالیٰ کو اپنے دین کا کام لینا منظور ہوا تو سکھوں کو مشرف بہ اسلام کرکے ان کی اولاد میں امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ جیسے علم و فضل اور زہد و تقویٰ کی اقلیم کے تاجدار کھڑے کر دیئے۔ پس اگر کچھ علماء ایسے ہیں جن کی اولاد اپنے اکابر و اسلاف کی وراثت سے روگردانی کرکے جدید تعلیم کے لئے یورپ و امریکہ کی خاک چھانتی پھرتی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ حکمت خداوندی ان کو اپنے دین کی خدمت کے بلند و بالا منصب سے معزول کرکے ان کی جگہ کچھ دوسرے حضرات کو لانا چاہتی ہے۔ بڑے ہی خوش قسمت ہیں وہ حضرات جن کو دین مصطفویؐ کی خدمت میں لگا دیا گیا ہے۔ وہ اس اعزاز و انتخاب خداوندی پر اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر کریں کم ہے' اور بڑے ہی بدقسمت ہیں وہ لوگ جن کو اس خدمت سے معزول اور برطرف کر دیا گیا اور وہ مکروہ چہرے والی لیلائے دنیا سے عشق لڑاتے پھر رہے ہیں' شیخ سعدیؒ نے صحیح فرمایا ہے۔

منت منہ کہ خدمت سلطان ہمی کنی
منت شناس ازو کہ بہ خدمت بداشت

یعنی "اگر تم بادشاہ کی خدمت کرتے ہو تو یہ تمہارا احسان نہیں بلکہ بادشاہ کا احسان ہے کہ تمہیں خدمت پر لگا رکھا ہے۔" اللہ تعالیٰ ان مدارس کے ارکان کو اخلاص و للٰہیت کی دولت سے سرفراز فرمائیں (آمین)۔

ان تمام گزارشات کا خلاصہ یہ ہے کہ دینی مدارس (اپنی بے سروسامانی کے باوجود) الحمدللہ اپنے مقصد میں کامیاب ہیں' امت مسلمہ کے لئے خیر و برکت اور سعادت کا سرچشمہ ہیں۔ دین و ایمان کی حفاظت و بقا کے ذریعہ ہیں' آئندہ نسلوں کے لئے روشنی کا مینار ہیں اور اس گئے گزرے دور میں فیضان نبویؐ کا اعجاز ہیں' اس لئے ان کی حالت پر ترس کھانے اور ان کو جدید تعلیمی اداروں میں تبدیل کرنے کی فکر نہ کیجئے۔

ان حضرات کی فکر و توجہ کا مرکز جدید تعلیمی ادارے (اسکول' کالج اور یونیورسٹیاں ہونی چاہئیں' جن میں قوم کے عالی دماغ پرورش پا رہے ہیں اور جن پر اس غریب قوم کا کروڑوں اربوں روپیہ ضائع ہو رہا ہے' ان اداروں میں کلاشنکوف کا راج ہے اور قریب قریب ہر ادارہ میدان کارزار بنا ہوا ہے' بہت سے اداروں کے دروازں پر ہمہ وقت پولیس کا پہرہ رہتا ہے' ان دانش گاہوں میں نہ اساتذہ کی عزت محفوظ ہے' نہ شرف انسانیت کا احترام ہے' نہ شریف لڑکے لڑکیوں کی عزت و حرمت اور عفت و عصمت کی ضمانت ہے' ان تعلیم گاہوں کے نظام تعلیم نے نئی نسل کے ہاتھ میں نہ دین چھوڑا ہے نہ دنیا' نہ ایمان نہ اخلاق۔ یہ دانش کدے انسانیت کا مقتل ثابت ہو رہے ہیں' جن کے بارے میں اکبر مرحوم نے پون صدی پہلے کہا تھا۔

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

ان جدید تعلیم گاہوں میں آج تک لارڈ میکالے کا فرسودہ اور ملعون نظام تعلیم رائج ہے۔ اگر فوری طور پر ان کی اصلاح کی طرف توجہ نہ کی گئی اور ان کا نصاب تعلیم، نظام تعلیم، مقصد تعلیم اور طرز تعلیم تبدیل نہ کیا گیا تو مستقبل میں ان کا وجود قوم کے لئے مزید تباہی کا باعث ہوگا اور قوم قعر ذلت میں گر تی جائے گی۔

دینی مدارس پر پھبتیاں اڑانے والو! میرا معروضہ سنو! اگر تم ان جدید تعلیمی اداروں کی اصلاح سے عاجز آچکے ہو تو ان اداروں کی زمام اختیار "مولویوں" کے حوالے کر کے دیکھ لو کہ وہ ان اداروں میں دینی خطوط پر نظام تعلیم جاری کریں۔ پھر "مولویوں" کی اعلیٰ ذہنی اور تعلیمی صلاحیتوں کا مشاہدہ کر لینا۔

کسی کو غلط فہمی نہ ہو میں نصاب تعلیم کے بارے میں گفتگو نہیں کر رہا بلکہ ان اداروں کے بگڑے ہوئے فرسودہ نظام تعلیم اور طریق تعلیم کی بات کر رہا ہوں۔ ان تعلیمی اداروں کا نصاب تعلیم بے شک جدید سے جدید اور اونچے سے اونچا رکھا جائے لیکن نظام تعلیم خالص دینی اور "مولویانہ" ہو تو ان اداروں کے صحیح سمت رواں دواں ہونے کی توقع ہو سکتی ہے، ورنہ یہ "بیمار صنعت" قوم کو دیوالیہ بنا دے گی۔ کیا ناخدایان قوم راقم کی ان گزارشات پر کان دھریں گے؟ اور قوم کو ان تعلیم گاہوں کے عذاب الیم سے نجات دلائیں گے؟ اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا تو اس سلسلہ میں مزید گزارشات کسی دوسری صحبت میں عرض کروں گا۔ وللہ الحمد اولاً و آخراً

بزم ختم نبوت

سپریم کورٹ آزاد کشمیر کے جج بشارت احمد صاحب وضاحت کریں

آپ کو اپنی پوزیشن صاف کرنی چاہئے

ابوالحسن منظور احمد شاہ آسی، مانسہرہ

مانسہرہ۔ ریاست آزاد جموں و کشمیر کے سپریم کورٹ کے جج بشارت احمد صاحب وضاحت کریں کہ ان کا تعلق قادیانی عقیدہ سے ہے یا وہ مسلمان ہیں چونکہ ریاست آزاد کشمیر میں آپ کے بارے میں چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں کہ آپ کا تعلق قادیانی ٹولے سے ہے۔ چونکہ آپ کا دادا مستری یعقوب مشہور قادیانی تھا جس کا ذکر مرزا قادیانی کی کتابوں میں بھی ملتا ہے۔ اس کے بعد آپ کے والد عبدالحق بھی کٹر قادیانی تھے بلکہ قادیانی جماعت کے مربی مبلغ مناظر تھے۔ جبکہ آپ کے والد کی جنازہ بھی قادیانیوں نے پڑھی پڑھائی۔ پھر آپ کے دو بھائی جو سب انجینئر تھے وہ پکے قادیانی ہیں اور انہوں نے اپنے عقیدہ کو نہیں چھپایا بلکہ وہ بڑے فخر سے قادیانی ہونے کا اقرار کرتے رہے۔ آپ کے بارے میں بھی یہی بات مشہور ہے کہ آپ قادیانی ہیں آپ کو اپنی پوزیشن صاف کرنی چاہئے انا کا مسئلہ نہیں بنانا چاہئے۔ ماضی میں جنرل ضیاء الحق مرحوم پر بعض لوگوں نے یہی الزام لگایا تو صدر ضیاء الحق نے ایک سے زیادہ مرتبہ اپنی پوزیشن صاف کی، تردیدی بیان جاری کیا بلکہ ایک دفعہ سکھر کی جامع مسجد میں جمعہ کی نماز سے قبل جب جنرل ضیاء الحق صاحب مسجد میں داخل ہوئے تو خطیب صاحب نے کہا جنرل صاحب پہلے اپنی پوزیشن صاف کریں ہم تب آپ کو نماز یہاں مسجد میں پڑھنے دیں گے چنانچہ صدر مملکت نے منبر پر جا کر عوام کے بہت بڑے اجتماع کے سامنے لاؤڈ اسپیکر پر اعلان کیا کہ میں پیغمبر آخر الزمانؐ کو خاتم النبیین مانتا ہوں اور مرزا غلام احمد قادیانی کو کافر، مرتد، دعویٰ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔ یہی شبہ کمانڈر انچیف مرزا اسلم بیگ کے بارے میں ظاہر کیا گیا تو مرزا اسلم بیگ صاحب نے بغیر کسی حیل و حجت کے تردیدی بیان جاری کیا۔ اسی طرح وزیر اعلیٰ پنجاب مسٹر منظور احمد وٹو نے وزارت اعلیٰ کا حلف اٹھانے سے قبل مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی، مولانا چنیوٹی، مولانا اعظم طارق کو تحریری طور پر لکھ کر دیا کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کو کافر، مرتد، دائرۂ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ اس کے علاوہ متعدد شخصیات پر قادیانیت کا لیبل لگا تو انہوں نے تردید کرنے میں کوئی عار نہیں سمجھی۔ ان حالات میں آپ کو بھی اپنی پوزیشن واضح کرنی چاہئے۔ مثلاً آپ کی کوئی ایسی تحریر نہیں جس میں آپ نے تردید کی۔

۲۔ آپ کا دادا، آپ کے والد پکے قادیانی تھے۔

۳۔ آپ کے دونوں بھائی قادیانی ہیں۔

۴۔ آپ جس مکان میں رہتے ہیں وہ آپ کے والد کا ہے جبکہ وہ قادیانی تھا۔ آپ اگر مسلمان ہیں تو کافر کا مسلمان وارث کس طرح ہو سکتا ہے۔ یہ مکان اسی صورت میں آپ کو مل سکتا ہے جبکہ آپ اپنے باپ کے عقیدہ پر ہوں۔ آپ یہ بات اچھی طرح سمجھتے ہیں چونکہ آپ قانون کو بہت اچھی طرح جانتے ہیں۔ اگر آپ مسلمان ہیں تو ملکی اخبارات میں بیان جاری کریں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنماؤں سے رابطہ کر کے اپنی پوزیشن صاف کریں اور اگر آپ کا عقیدہ خدانخواستہ قادیانی ہے تو بھی جرات سے اعلان کریں تاکہ مسئلہ صاف ہو جائے۔

آٹھویں ترمیم کے خاتمہ کا تل اور ہماری ذمہ داری

صدر اور وزیر اعظم کے درمیان توازن قائم کیا جائے

فیاض حسن سجاد کوئٹہ

قومی اسمبلی میں ۸ویں آئینی ترمیم کے بارے میں ایک تحریک پیش کی گئی ہے۔ اس بل کو ختم کرنے کے بارے میں زور اس لئے دیا جا رہا ہے کہ اس ترمیم کے تحت صدر مملکت کو قومی اسمبلی توڑنے کا غیر مشروط اختیار حاصل ہے۔ جس کے استعمال کا نشانہ گزشتہ تین اسمبلیاں بن چکی ہیں۔ اس لئے صدر کے خصوصی اختیارات پر نظر ثانی کر کے صدر اور وزیر اعظم کے درمیان اختیارات کا توازن قائم کیا جائے۔ اس کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن آٹھویں ترمیم کے حوالے سے یہ بات ارکان پارلیمنٹ کے پیش نظر رہنا ضروری ہے۔ یہ ترمیم دراصل صدر جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم کے دور اقتدار میں ان کی طرف سے کئے جانے والے آئینی و قانونی اقدامات کو دستوری تحفظ فراہم کرنے کے لئے کی گئی تھیں۔ جن میں

۱۔ قرارداد مقاصد کو دستور کا باضابطہ حصہ بنانا۔

۲۔ قذف اور زنا کی شرعی حد کا نفاذ۔

۳۔ چوری اور ڈاکہ کی شرعی حد کا نفاذ۔

۴۔ اسلامی قانون شہادت۔

۵۔ زکوٰۃ عشر آرڈیننس۔

۶۔ احترام رمضان آرڈیننس۔

۷۔ امتناع قادیانیت آرڈیننس۔

۸۔ جداگانہ الیکشن کا قانون اور وفاقی شرعی عدالت کا قیام۔

جنہیں ۸ویں ترمیم کی وجہ سے دستوری تحفظ حاصل ہے۔ اس ترمیم کے خاتمہ کی صورت میں تمام امور کالعدم ہو جائیں گے۔ اس سے یہ ضروری ہے کہ نفاذ اسلام کی سمت

میں ہونے کی پیش رفت کو بچایا جائے اور ۸ویں ترمیم کے عنوان سے غیر محتاط قدم اٹھانے سے گریز کیا جائے۔

تمام مجلس کی شاخوں اور رہنماؤں سے اپیل ہے کہ اور تمام مسلمانوں کو بیدار کریں۔

نظام شہادت کے زریں اصول

شہادت انصاف پر مبنی ہو

عبدالخالق فاروقی' حاصل پور منڈی

۱۔ شہادت انصاف پر مبنی ہو۔

۲۔ شہادت میں صرف اللہ جل جلالہ کی خوشنودی مطلوب ہو۔

۳۔ گواہی دینے میں کسی فریق کی مالی معاشرتی حیثیت کو پیش نظر نہ رکھا جائے۔

۴۔ شہادت میں کسی کے نفع یا نقصان کا خیال نہ رکھا جائے۔

۵۔ اپنی خواہش اور مرضی کو شہادت میں حائل نہ ہونے دیا جائے۔

۶۔ گواہی کے الفاظ واضح ہوں اور صورت حال پر روشنی ڈالنے کے لئے کافی ہوں۔ گول مول بات کرکے حقیقت کو چھپانے سے اجتناب کیا جائے۔

۷۔ جب گواہی کے لئے بلایا جائے تو حیلے بہانے سے جان چھڑانے اور پہلو تہی کرنے کی کوشش نہ کی جائے' ایسا کرنا کسی صورت میں درست نہیں۔

نذرانہ عقیدت بحضور شیخ الاسلام مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ

نتیجۂ فکر: ...

مفکر مدبر اسلام کے سلطان! قائد پیروجواں تھے حضرت درخواستیؒ
بڑے عظیم الشان انسان! مفسر قرآن تھے حضرت درخواستیؒ
تھے دین کے سچے ترجمان! اسلام کے گلستاں تھے حضرت درخواستیؒ
السابقون الاولون! اسلاف کی عمدہ یادگار
تھے درد دل انسان! سکون قلب کا ساماں تھے حضرت درخواستیؒ
رنج و مصیبت پریشانی میں سب کے کام آتے تھے آپؒ
خلوص و محبت کا عنوان! بڑے مہرباں تھے حضرت درخواستیؒ
ذکر ہو آپ کا کس طرح نہیں وسعت یہ میرے علم و ادب میں
علم کے سمندر رہنماں! شریعت کے نگہباں تھے حضرت درخواستیؒ
بلند پایہ محقق تھے محدث تھے مفسر و فقیہ تھے آپؒ
ایک معلم ذی شان! اسوۂ حسنہ کے ترجماں تھے حضرت درخواستیؒ
خبر کیا تھی کہ حضرت کے فیضان سے ہو جائیں گے محروم ہم
تھے بڑے عجیب انسان! چند دنوں کے مہماں تھے حضرت درخواستیؒ
شیخ المشائخ پیر طریقت امیر جمعیت علمائے اسلام
آئین اسلام پہ قرباں! امیر کارواں تھے حضرت درخواستیؒ
تبلیغ دین کا رہا شب و روز آپ کو بڑا خیال
مبلغ حدیث و قرآن! بہت خوش بیاں تھے حضرت درخواستیؒ
رہے زندگی بھر کرتے مخالفت دشمنان دین کمین
تھے حق کے نگہبان! بلندیوں کے آسماں تھے حضرت درخواستیؒ
ملت اسلام کو ہے آپ کی جدائی کا صدمہ جانکاہ
تھے آپ کے بہت احسان ارشاد! بڑے مہرباں تھے حضرت درخواستیؒ

ایک اہم سازش کا انکشاف

وزیر خارجہ اس مسئلہ پر غور کریں

عبدالباسط راشد اعوان' کوٹری

محترم و مکرم جناب حافظ محمد حنیف ندیم صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

عرض یہ ہے کہ آج ہفت روزہ ایشیاء لاہور میں "کارکن کی ڈائری" میں شفیق الاسلام فاروقی صاحب کا مضمون پڑھ کر بدن میں اک آگ سی لگ گئی کہ قادیانی کس طرح اندرون ملک اور بیرونی ممالک میں قادیانیت کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ شفیق الاسلام فاروقی صاحب ہفت روزہ ایشیاء میں "کارکن کی ڈائری" کے عنوان سے کالم لکھتے ہیں' جس میں بیرونی ممالک کے حالات و واقعات کا تذکرہ ہوتا ہے اور اس کالم کے ذریعے ان ممالک کے بارے میں پتہ چلتا ہے کہ وہاں پر مسلمانوں کے کیا حالات ہیں اور بیرون ممالک کے مسلمان شفیق الاسلام فاروقی صاحب کو وہاں کے احوال کے بارے میں خطوط روانہ کرتے ہیں۔ جنہیں شفیق الاسلام فاروقی صاحب "ایشیاء" میں شائع کرتے ہیں۔

(ہفت روزہ ایشیاء لاہور شمارہ ۲۹۔ ۱۹ر جولائی ۱۹۹۴ء)

شفیق الاسلام فاروقی صاحب کو ٹیکساس کے ایک سیاہ فام قیدی عبدالرحیم بلال نے خط لکھا ہے جس میں اس نے ایک بات کا ذکر کرکے چونکا دیا کہ اسلام کے لبادے میں شرکی قوتیں کتنی خاموشی اور منافقت کے ساتھ کہاں کہاں کام کر رہی ہیں۔

اس نے حضرت عیسیٰؑ کے زندہ اٹھائے جانے کے بارے میں سورۃ النساء کی آیت ۱۵۸ کا حوالہ دیتے ہوئے ترجمہ کے الفاظ۔

"انہوں نے یقین کے ساتھ مسیح کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے اس کو اپنی طرف زندہ اٹھالیا۔"

تحریر کئے ہیں۔

"اور اس کے بعد لکھا ہے کہ نارتھ کیرولینا یونیورسٹی کے ایک پروفیسر ڈاکٹر رشید اعظم نے اپنے کسی خطبے میں اپنے سامعین کے سامنے تقریر کرتے ہوئے کہا۔

"اللہ تعالیٰ پیغمبروں سمیت کسی کے لئے اپنے قوانین کو نہیں توڑتا۔ چنانچہ تمام پیغمبران عام انسانوں کی طرح ہیں جو اس زمین پر پیدا ہوئے اور وفات پاگئے۔ چنانچہ مسیح کا زندہ آسمانوں پر اٹھایا جانا قانون خداوندی کے خلاف ہے۔"

تو اس خط سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ یہ شخص یعنی رشید اعظم پاکستانی قادیانی ہے اور اپنے نام کے پردے میں خاموشی سے قادیانیت کی تبلیغ کر رہا ہے کہ اس کا مخاطب خواہ قادیانیت کو بطور مذہب قبول کرے یا نہ کرے لیکن وہ عقیدہ" اسلام اور امت مسلمہ کے مسلمہ عقائد کے بارے میں شکوک و شبہات اور فتنہ میں ضرور ڈال دے۔

مختصراً عرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر پیغمبرؑ کو کم از کم ایک یا ایک سے زیادہ نشانیاں (معجزات) عطا فرمائیں اور ان میں سے ہر نشانی کے معاملے میں اللہ نے اپنی سنت سے صرف نظر فرمایا۔

مثلاً حضرت عیسیٰؑ کو مریمؑ کے بطن سے بغیر کسی مرد کے چھونے کے عمل سے پیدا فرمانا کیا اللہ تعالیٰ کا اپنے قانون کو توڑنا پسند ہے؟ اسی طرح حضرت عیسیٰؑ کا آسمان میں زندہ اٹھا لیا جانا بھی مشیت خداوندی کا ایک عمل ہے جو کسی خاص حکمت کے تحت عمل میں لایا گیا ہے۔

اب میں اصل بات کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ میں نے جب اس خط کو پڑھا اور بار بار پڑھا تو ہفت روزہ ختم نبوت جلد ۱۳ شمارہ ۷ بتاریخ ۱۵ر جولائی تا ۲۱ر جولائی ۱۹۹۴ء میں شائع ہونے والا مضمون بعنوان "اسلام اور پاکستان کے خلاف قادیانیوں کی ایک گھناؤنی سازش" کا حصہ نمبر ۲ اہم عہدوں پر قبضہ (جسے میں دوبارہ یہاں لکھ رہا ہوں) "وفاقی سیکرٹریٹ اسلام آباد اور صوبائی انتظامیہ کے اعلیٰ اور کلیدی عہدوں پر بھی قادیانی قابض ہو چکے ہیں۔ معین قریشی کے دور میں جو کہ خود بھی ذہنی طور پر قادیانیت نواز ہے۔ متعدد قادیانیوں کو اہم عہدوں پر فائز کیا تھا۔ قادیانی قیادت

باقی ص ۲۵ پر

Cinkara
Hamdard
سنکارا
صحّت کا سرچشمہ
ہر گھر کے لیے ــ گھر بھر کے لیے
ہمدرد کا نصب العین تعمیرِ صحت ہے۔ بیماریوں سے پاک تندرست معاشرے کے قیام کے لیے ہمدرد نے ہمیشہ اپنی جدوجہد جاری رکھی ہے۔ آج بھی جب فضا میں عدم توازن اور فضا میں آلودگی کے باعث انسان کی قوتِ مدافعت
متاثر ہو رہی ہے اور زندگی کی تیز رفتاری کے سبب جسمانی توانائی میں کمی کی شکایت عام ہے، ہمدرد اپنی روایت برقرار رکھتے ہوئے توانائی فوراً حاصل کرنے کے لیے نباتی و معدنی مرکب سنکارا پیش کرتا ہے۔
سنکارا صحت بخش مجرب جڑی بوٹیوں اور منتخب معدنی اجزا سے تیار کیا جاتا ہے۔ یہ ایک نہایت موثر نباتی و معدنی مرکب ہے جو تیزی سے توانائی بحال کرتا ہے اور صحت برقرار رکھتا ہے۔
ہر موسم میں ہر عمر کے لیے یکساں مفید سنکارا نباتی و معدنی مرکب ــ جو زندگی کو ایک ولولۂ تازہ عطا کرتا ہے
Adarts-CIN-1/91

آخری قسط

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مجازی نبوت کا تار عنکبوت

۲۔ ''ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ' خدا کا مامور خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے' جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ' اور اس کا دشمن جہنمی ہے(دشمن سے وہ تمام لوگ مراد ہیں جو ایمان نہیں لائے جیسا کہ اگلے نمبر سے واضح ہے۔ ناقل)۔''

(انجام آتھم ص ۶۲۔ روحانی خزائن ص ۶۲ ج ۱۱)

۳۔ ''جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔''

(مرزا صاحب کا الہام' مندرجہ تذکرہ ص ۳۴۳ طبع دوم۔ ص ۳۳۶ طبع چہارم)

۴۔ ''سوال(۶) حضور عالی نے ہزاروں جگہ تحریر فرمایا ہے کہ کلمہ گو اور اہل قبلہ کو کافر کہنا کسی طرح صحیح نہیں ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ علاوہ ان مومنوں کے جو آپ کی تکفیر کرکے کافر بن جائیں صرف آپ کے نہ ماننے سے کوئی کافر نہیں ہو سکتا' لیکن عبدالحکیم خان کو آپ لکھتے ہیں کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔ اس بیان اور پہلی کتابوں کے بیان میں تناقض ہے۔'' (روحانی خزائن ص ۱۶۷ ج ۲۲)

۵۔ ''الجواب یہ عجیب بات ہے کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان ٹھہراتے ہیں حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے کیونکہ جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا کہ وہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے' مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خدا پر افتراء کرنے والا سب کافروں سے بڑھ کر کافر ہے۔''

(حقیقۃ الوحی ص ۱۶۳۔ روحانی خزائن ص ۱۶۷ ج ۲۲)

۶۔ ''جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا' کیونکہ میری نسبت خدا اور رسول کی پیش گوئی موجود ہے۔'' (ایضاً" ص ۱۶۳۔ روحانی خزائن ص ۱۶۷ ج ۲۲)

۷۔ ''بلاشبہ وہ شخص جو خدا تعالیٰ کے کلام کی تکذیب کرتا ہے کافر ہے' سو جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ مجھے مفتری قرار دے کر مجھے کافر ٹھہراتا ہے اس لئے میری تکفیر کی وجہ سے آپ کافر بنتا ہے۔'' (ایضاً" حاشیہ ص ۱۶۳)

۸۔ ''جو شخص خدا اور رسول کے بیان کو نہیں مانتا اور قرآن کی تکذیب کرتا ہے اور عمداً خدا تعالیٰ کے نشانوں کو رد کرتا ہے اور مجھ کو باوجود صدہا نشانوں کے مفتری ٹھہراتا ہے تو وہ مومن کیونکر ہو سکتا ہے اور اگر وہ مومن ہے تو میں بوجہ افتراء کرنے کے کافر ٹھہرا' کیونکہ میں ان کی نظر میں مفتری ہوں۔'' (ایضاً" ص ۱۶۴۔ روحانی خزائن ص ۱۶۸ ج ۲۲)

۹۔ ''کافر کو مومن قرار دینے سے انسان کافر ہو جاتا ہے' کیونکہ جو شخص درحقیقت کافر ہے' وہ اس کے کفر کی نفی کرتا ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ جس قدر لوگ میرے پر ایمان نہیں لاتے وہ سب کے سب ایسے ہیں کہ ان تمام لوگوں کو وہ مومن جانتے ہیں جنہوں نے مجھ کو کافر ٹھہرایا ہے۔ میں اب بھی اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتا لیکن جن میں خود انہیں کے ہاتھ سے وجہ کفر پیدا ہوگئی ہے ان کو کیونکر مومن کہہ سکتا ہوں۔''

(ایضاً" ص ۱۶۵ حاشیہ۔ روحانی خزائن ص ۱۶۹ ج ۲۲)

مرزا صاحب کی اس تمام تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ جن لوگوں نے مرزا کو ان کے دعویٰ نبوت کی وجہ سے خارج از اسلام قرار دیا وہ تکفیر کی وجہ سے کافر ہوئے' اور جن لوگوں نے مرزا صاحب کو قبول نہیں کیا اور ان پر ایمان نہیں لائے وہ ان ''کافروں'' کو کافر نہ کہنے کی وجہ سے کافر ہوئے۔ بس اب اہل قبلہ صرف وہ لوگ ہیں جو مرزا صاحب کی تصدیق کرتے ہیں۔ لطیفہ یہ ہے کہ لاہوری فرقہ جو مرزا صاحب کے نہ ماننے والوں کو مسلمان کہتا ہے وہ بھی مرزا صاحب کے اس فتویٰ کی رو سے ''کافروں'' کو مسلمان سمجھنے کی بنا پر کافر قرار پاتا ہے۔

۱۰۔ ''چونکہ میں مسیح موعود ہوں اور خدا نے عام طور پر میرے لئے آسمان سے نشان ظاہر کئے ہیں پس جس شخص پر میرے مسیح موعود ہونے کے بارے میں خدا کے نزدیک اتمام حجت ہو چکا ہے اور میرے دعوے پر وہ اطلاع پاچکا ہے وہ قابل مواخذہ ہوگا۔''

(ایضاً" ص ۱۷۸۔ روحانی خزائن ص ۱۸۴ ج ۲۲)

۱۱۔ ''خدا کے نزدیک جس پر اتمام حجت ہو چکا ہے اور خدا کے نزدیک جو منکر ٹھہر چکا ہے وہ مواخذہ کے لائق ہوگا۔ ہاں چونکہ شریعت کی بنیاد ظاہر پر ہے اس لئے ہم منکر کو مومن نہیں کہہ سکتے اور نہ یہ کہہ سکتے کہ وہ مواخذہ سے بری ہے' اور کافر منکر کو ہی کہتے ہیں کیونکہ کافر کا لفظ مومن کے مقابل پر ہے۔'' (ص ۱۷۹۔ ایضاً ص ۱۸۵ ج ۲۲)

۱۲۔ ''اور کفر دو قسم پر ہے(اول) ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت ﷺ کو خدا کا رسول نہیں مانتا(دوم) دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے' جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے' اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے' پس اس لئے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے' کافر ہے۔ اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔''

(ایضاً" ص ۱۷۹)

اس استدلال کا حاصل یہ ہے کہ مرزا صاحب کو نہ ماننے والے ان کے خیال میں دراصل خدا و رسول کے منکر ہیں لہٰذا ان کے کفر میں کوئی شک و شبہ نہیں۔

۱۳۔ ''اس میں شک نہیں کہ جس پر خدا تعالیٰ کے نزدیک اول قسم کفر یا دوسری قسم کفر کی نسبت اتمام حجت ہو چکا ہے وہ قیامت کے دن مواخذہ کے لائق ہوگا' اور جس پر خدا کے نزدیک اتمام حجت نہیں ہوا اور وہ مکذب اور منکر ہے تو گو شریعت نے (جس کی بنا ظاہر پر ہے) اس کا نام بھی کافر ہی رکھا ہے اور ہم بھی اس کو باتباع شریعت کافر کے نام سے ہی پکارتے ہیں مگر پھر بھی وہ خدا کے نزدیک بموجب آیت لا یکلف اللہ نفساً الا وسعھا قابل مواخذہ نہیں ہوگا' ہاں ہم اس بات کے مجاز نہیں ہیں کہ ہم اس کی نسبت نجات کا حکم دیں۔ اس کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے ہمیں اس میں دخل نہیں۔'' (ایضاً" ص ۱۸۰۔ ایضاً ص ۱۸۶ ج ۲۲)

اس تقریر کا حاصل یہ ہے کہ مرزا صاحب کا انکار دنیوی احکام کے لحاظ سے تو بہرحال کفر ہے اور اخروی لحاظ سے بھی وہ اسے کافر کہنے ہی کے پابند ہیں' البتہ یہ خدا کو علم ہے کہ اس پر ٹھیک طرح اتمام حجت ہوا یا نہیں اور اس انکار میں معذور تھا یا نہیں۔ معذور تھا تو قابل مواخذہ نہیں ہوگا لیکن یہ بہرحال خدا کے ساتھ معاملہ ہے' ہمارا جہاں تک تعلق ہے ہم ہر ایک نہ ماننے والے کو کافر ہی کہیں اور سمجھیں گے۔ یہ ٹھیک وہی اصول ہے جو انبیاء علیہم السلام کے نہ ماننے والوں پر جاری ہوتا ہے۔

ترک : مرزا صاحب نے اپنے نہ ماننے والوں کو صرف لفظی اور ذہنی طور پر اسلام سے خارج نہیں کیا' بلکہ اپنی امت کو یہ حکم بھی فرمایا کہ وہ دیگر مسلمانوں سے کلی طور پر انقطاع اختیار کرلیں' دینی اور معاشرتی امور میں ان سے کوئی تعلق اور واسطہ نہ رکھیں' مرزا صاحب کے منکروں کو ایک الہام میں ابولہب اور ہامان قرار دے کر ان کی ہلاکت کی خبر دی گئی تھی۔ تبت یدا ابی لھب و تب اس الہام کی تشریح کرتے ہوئے مرزا صاحب لکھتے ہیں۔

''اس کلام الٰہی سے ظاہر ہے کہ تکفیر کرنے والے اور تکذیب کی راہ اختیار کرنے والے (جن میں وہ تمام مسلمان شامل ہیں' جو مرزا صاحب پر ایمان نہیں لائے۔ ناقل) ہلاک شدہ قوم ہے اس لئے وہ اس لائق نہیں ہیں کہ میری جماعت میں سے کوئی شخص ان کے پیچھے نماز پڑھے' کیا زندہ' مردہ کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے؟ پس یاد رکھو جیسا کہ خدا نے مجھے

اطلاع دی ہے تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔۔۔۔ تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعویٰ اسلام کرتے ہیں۔ بکلی ترک کرنا پڑے گا۔۔۔۔ کیا تم چاہتے ہو کہ خدا کا الزام تمہارے سر پر ہو اور تمہارے عمل حبط ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔"
(اربعین نمبر ۳۔ حاشیہ ص ۳۴)

یہ مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت و رسالت کا مختصر سا خاکہ ہے جو ان کی تصنیفات اور اشتہارات و اخبارات کے سیکڑوں نہیں ہزاروں صفحات پر منتشر ہے۔ نہایت اختصار کے ساتھ ان کے دعویٰ کی نوعیت، اس کے اثرات اور نتائج و ثمرات کا ایک مرتب نقشہ آپ کے سامنے ہے، اس پر ایک نظر ڈال کر انصاف کیجئے کہ قادیانی امت کے لاہوری فرقے کا یہ دعویٰ کہاں تک صداقت پر مبنی ہے کہ مرزا صاحب "مجدد" تھے۔

اب مرزا صاحب کی نبوت پر ایک اور پہلو سے غور کیجئے۔ اسلام کا ادنیٰ طالب علم بھی اس امر سے واقف ہے کہ ۱۔ کسی غیر نبی کو نبی پر فضیلت حاصل نہیں ہو سکتی۔ ۲۔ کہ انبیائے کرام علیہم السلام میں پانچ حضرات یعنی حضرت ابراہیم، حضرت نوح، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل ہیں، اور ۳۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صاحب شریعت رسول تھے۔ یہ اسلام کے وہ مسلمہ عقائد ہیں جن میں کبھی دو رائیں نہیں ہوئیں۔ اب دیکھئے کہ مرزا صاحب نے بیسیوں جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضلیت کا دعویٰ کیا ہے۔ موصوف نے جب تک حریم نبوت میں قدم نہیں رکھا تھا، اس وقت تک وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اپنی "جزوی فضیلت" کے قائل تھے۔ ملاحظہ ہو۔

۱۔ "اس جگہ کسی کو یہ وہم نہ گزرے کہ میں نے اس تقریر میں اپنے نفس کو حضرت مسیح پر فضیلت دی ہے۔۔۔۔ کیونکہ یہ ایک جزئی فضیلت ہے جو غیر نبی کو نبی پر بھی ہو سکتی ہے۔"
(تریاق القلوب ص ۱۵۷۔ روحانی خزائن ص ۱۵۲ ج ۲۲)

اور جب مقام نبوت تک ترقی کی تو کھل کر اعلان کر دیا۔

۲۔ "خدا نے اس امت میں مسیح موعود بھیجا جو اس سے پہلے مسیح (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) سے اپنی "تمام شان" میں بہت بڑھ کر ہے (اور دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا)۔"
(حقیقۃ الوحی ص ۱۴۸۔ روحانی خزائن ص ۱۵۲ ج ۲۲)

۳۔ "خدا نے اس امت میں مسیح موعود بھیجا جو اس سے پہلے مسیح سے اپنی "تمام شان" میں بڑھ کر ہے۔۔۔۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں وہ ہرگز نہ کر سکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز نہ دکھلا سکتا۔"
(حقیقۃ الوحی ص ۱۴۸۔ روحانی خزائن ص ۱۵۲ ج ۲۲)

مرزا صاحب سے ان کے کسی نیاز مند نے سوال کیا کہ تریاق القلوب اور مابعد کی عبارتوں میں تناقض ہے، اس کے جواب میں مرزا صاحب نے اپنی وحی، نبوت اور مسیحیت پر ایک طویل تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔

۴۔ "اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے؟ وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے۔ اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا۔" (حقیقۃ الوحی ص ۱۴۹، ۱۵۰۔ روحانی خزائن ص ۱۵۳، ۱۵۴ ج ۲۲)

۵۔ "مسیح ابن مریم آخری خلیفہ موسیٰ علیہ السلام کا ہے اور میں آخری خلیفہ اس نبی کا ہوں جو خیر الرسل ہے۔ اس لئے خدا نے چاہا کہ مجھے اس سے کم نہ رکھے۔۔۔۔ میں کیا کروں اور کس طرح خدا کے حکم چھوڑ سکتا ہوں اور کس طرح اس روشنی سے جو مجھے دی گئی تاریکی میں آ سکتا ہوں۔ خلاصہ یہ کہ میری کلام میں کچھ تناقض نہیں میں تو خدا تعالیٰ کی وحی کی پیروی کرنے والا ہوں جب تک مجھے اس سے علم نہ ہوا میں وہی کہتا رہا جو اوائل میں میں نے کہا اور جب مجھ کو اس کی طرف سے علم ہوا تو میں نے اس کے مخالف کہا۔"
(حقیقۃ الوحی ص ۱۵۰۔ ص ۱۵۴ ج ۲۲)

مرزا صاحب کی اس تقریر سے چند چیزیں نکھر کر سامنے آگئیں۔

اول :- یہ طے شدہ اصول ہے کہ غیر نبی کو نبی پر فضیلت کلی نہیں ہو سکتی۔

دوم :- اوائل میں مرزا صاحب کا عقیدہ یہی تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام نبی ہیں اور وہ خود غیر نبی۔ اس لئے اگر انہیں اپنی کسی بات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر فضیلت نظر آتی تو اسے جزئی فضیلت پر محمول کرتے۔

سوم :- بعد میں وحی الٰہی کی جو بارش ان پر نازل ہوئی اس نے ان کے اس عقیدہ میں تبدیلی پیدا کر دی اور صریح طور پر انہیں منصب نبوت عطا کر دیا۔

چہارم :- اس منصب پر فائز ہونے کے بعد وہ "اپنی تمام شان میں" عیسیٰ علیہ السلام سے افضل قرار دے دیئے گئے۔

پنجم :- اس تبدیلی عقیدہ کی بنیاد صرف ان پر نازل شدہ وحی تھی اور وہ اس وحی کی پیروی کرنے پر مجبور تھے۔

ششم :- ان کو آنحضرت ﷺ سے بعینہ وہی نسبت ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھی، عیسیٰ علیہ السلام، موسوی سلسلہ کے آخری خلیفہ اور تشریعی نبی تھے۔ ٹھیک یہی منصب محمدی سلسلہ میں جناب مرزا صاحب کا ہے۔۔۔۔ مزید سنئے۔

۶۔ "اس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ جبکہ مجھ کو تمام دنیا کی اصلاح کے لئے ایک خدمت سپرد کی گئی ہے، اس وجہ سے کہ ہمارا آقا اور مخدوم تمام دنیا کے لئے آیا تھا تو اس عظیم الشان خدمت کے لحاظ سے مجھے وہ قوتیں اور طاقتیں بھی دی گئی ہیں جو اس بوجھ کے اٹھانے کے لئے ضروری تھیں، اور وہ معارف اور نشان بھی دیئے گئے جن کا دیا جانا اتمام حجت کے لئے مناسب وقت تھا۔ مگر ضروری نہ تھا کہ حضرت عیسیٰ کو وہ معارف اور نشان دیئے جاتے کیونکہ اس وقت ان کی ضرورت نہ تھی۔

اس لئے حضرت عیسیٰ کی سرشت کو صرف وہ قوتیں اور طاقتیں دی گئیں جو یہودیوں کے ایک تھوڑے سے فرقے کی اصلاح کے لئے ضروری تھیں۔ اور ہم قرآن شریف کے وارث ہیں جس کی تعلیم جامع تمام کمالات ہے اور تمام دنیا کے لئے ہے، مگر حضرت عیسیٰ صرف توریت کے وارث تھے جس کی تعلیم ناقص اور مختص القوم ہے۔"
(حقیقۃ الوحی ص ۱۵۱۔ روحانی خزائن ص ۱۵۵ ج ۲۲)

یہاں یہ بحث نہیں کہ مرزا صاحب کی اس تقریر میں کیا سقم ہے اور اس کا کتنا حصہ محض شعری و واہی مقدمات پر مبنی ہے، یہاں صرف یہ دکھانا ہے کہ مرزا صاحب کے بقول ان کی سرشت میں وہ تمام قوتیں اور طاقتیں رکھی گئی ہیں جن سے عیسیٰ علیہ السلام (نعوذ باللہ) محروم تھے۔ یہ تو فطری قوتوں میں مرزا صاحب کی برتری تھی۔ اب روحانی طاقتوں میں ان کی بلندی دیکھئے۔

۷۔ "پھر جس حالت میں یہ بات ظاہر اور بدیہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اسی قدر روحانی قوتیں اور طاقتیں دی گئی تھیں جو فرقہ یہود کی اصلاح کے لئے کافی تھیں تو بلاشبہ ان کے کمالات بھی اسی پیمانہ کے لحاظ سے ہوں گے۔۔۔۔ اور ہمیں حکم ہے کہ تمام احکام میں اخلاق میں عبادات میں آنحضرت ﷺ کی پیروی کریں۔ پس اگر ہماری فطرت کو وہ قوتیں نہ دی جاتیں جو آنحضرت ﷺ کے تمام کمالات کو ظلی طور پر حاصل کر سکتیں تو یہ حکم ہمیں ہرگز نہ ہوتا کہ اس بزرگ نبی کی پیروی کرو کیونکہ خدا تعالیٰ فوق الطاقت کوئی تکلیف نہیں دیتا۔" (حقیقۃ الوحی ص ۱۵۱، ۱۵۲۔ روحانی خزائن ص ۱۵۵، ۱۵۶ ج ۲۲)

گر ایں است مکتب و ملا
کار طفلاں تمام خواہد شد

۸۔ "اس امر میں کیا شک ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو وہ فطرتی طاقتیں نہیں دی گئیں جو مجھے دی گئیں، کیونکہ وہ ایک خاص قوم کے لئے آئے تھے اور اگر وہ میری جگہ ہوتے تو اپنی اس فطرت کی وجہ سے وہ کام انجام نہ دے سکتے جو خدا کی عنایت نے مجھے انجام دینے کی قوت دی۔"
(حقیقۃ الوحی ص ۱۵۳۔ روحانی خزائن ص ۱۵۷ ج ۲۲)

۹۔ "اس بات میں بگڑنا اور منہ بنانا اچھا نہیں، کیا جس قادر مطلق نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا کیا، وہ ایسا ہی ایک اور انسان یا اس سے بہتر پیدا نہیں کر سکتا (جل جلالہ)۔"
(حقیقۃ الوحی ص ۱۵۳۔ روحانی خزائن ص ۱۵۷ ج ۲۲)

۱۰۔ "تمام نبیوں کے نام میرے نام رکھے، مگر مسیح ابن مریم کے نام سے خاص طور پر مجھے مخصوص کر کے وہ میرے پر

رحمت اور عنایت کی گئی جو اس پر نہیں کی گئی۔ تاکہ لوگ سمجھیں کہ فضل خدا کے ہاتھ میں ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔ اگر میں اپنی طرف سے یہ باتیں کرتا ہوں تو جھوٹا ہوں۔" (حقیقۃ الوحی ص ۱۵۴۔ روحانی خزائن ص۱۵۸ج۲۲)

۲۔ "پھر جبکہ خدا نے اور اس کے رسول نے اور تمام نبیوں نے آخری زمانہ کے مسیح کو اس کے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے تو پھر یہ شیطانی وسوسہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ کیوں تم مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں افضل قرار دیتے ہو۔" (حقیقۃ الوحی ص۱۵۵۔ روحانی خزائن ص۱۵۹ج۲۲)

۳۔ "جو شخص پہلے مسیح کو افضل سمجھتا ہے اس کو نصوص حدیثیہ اور قرآنیہ سے ثابت کرنا چاہئے کہ آنے والا مسیح (مرزا غلام احمد) کچھ چیز ہی نہیں نہ نبی کہلا سکتا ہے نہ حکم جو کچھ ہے پہلا ہے۔"

(حقیقۃ الوحی ص۱۵۵۔ روحانی خزائن ص۱۵۹ج۲۲)

یہ سب حوالے مرزا صاحب کی صرف ایک کتاب سے لئے گئے ہیں۔ مرزا صاحب کے لئے اپنے رقیب (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) سے نوک جھونک کا مشغلہ کچھ ایسا مرغوب تھا کہ انہوں نے بلا مبالغہ ہزاروں جگہ اس موضوع پر گل افشانیاں کی ہیں' جنہیں پڑھنے کے لئے بھی پتھر کا دل چاہئے۔ بہرحال اگر عقل و انصاف نام کی کوئی چیز دنیا میں موجود ہے تو مرزا صاحب کی مندرجہ بالا تصریحات سے معمولی عقل و فہم کا آدمی بھی اس نتیجے پر پہنچے گا کہ اگر عیسیٰ علیہ السلام صاحب شریعت رسول تھے تو مرزا صاحب کو ان سے بڑھ کر "عظیم ترین صاحب شریعت رسول" ہونے کا دعویٰ ہے۔ اب اسے 'ظلی مجازی نبی کہو' امتی نبی کا لقب دو یا "آزری نبی" سمجھو۔ بہرحال اہل عقل و دانش ان کو نبی کہیں گے۔

من انداز قدت را مے شناسم
بہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش

اور ایک عیسیٰ علیہ السلام ہی کی کیا تخصیص؟ مرزا صاحب کے نزدیک کوئی بھی نبی اور رسول ان کے مرتبہ کو نہیں پہنچا' وہ کہتے ہیں۔

روضہ آدم کہ تھا ناکمل اب تک
میرے آنے سے ہوا کامل بجملہ برگ و بار
(براہین پنجم)

اور

زندہ شد ہر نبی بآمدنم
ہر رسولے نہاں بہ پیرہنم
(درثمین)

اور ان کا یہ فقرہ بھی پہلے کہیں نقل کر چکا ہوں۔

"سچ تو یہ ہے کہ اس (خدا) نے اس قدر معجزات کا دریا رواں کر دیا ہے کہ باستثناء ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے باقی تمام انبیاء علیہم السلام میں ان کا ثبوت اس کثرت کے ساتھ قطعی اور یقینی طور پر محال ہے۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص۱۳۶۔ روحانی خزائن ص۵۷۰ج۲۲)

یہ ہے مرزا صاحب کی باران وحی کا طوفان اور ان کے دریائے معجزات کی روانی' جس میں ایک دو نہیں بلکہ تمام انبیاء کے اعجازی سفینے ڈوب ڈوب جاتے ہیں۔ مگر ان کی امت کا ایک گروہ ہنوز اسی شک میں ہے کہ حضرت صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا؟

بہرحال اگر کسی کو حق تعالیٰ نے دیدۂ بصیرت عطا کیا ہے تو اسے یہ سمجھنے میں دقت نہیں ہوگی کہ مرزا صاحب نبوت کی کتنی بلند چوٹی پر بیٹھ کر کس لب و لہجہ میں بات کرنے کے عادی ہیں۔ سنئے۔

"اور خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہوسکتی ہے۔"

(چشمہ معرفت ص۳۱۷۔ روحانی خزائن ص۳۳۲ج۲۳)

کس قدر قابل تعجب ہے ایک طرف مرزا صاحب کی یہ فیاضی کہ وہ اپنے اعجاز نبوت سے ہزار نبی کی نبوت ثابت کرسکتے ہیں اور ادھر ان کی بے توفیق امت کی حرماں نصیبی کہ وہ خود مرزا صاحب کو کامل و مکمل نبی تسلیم کرنے سے شرماتی ہے۔

اب مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت کو ایک اور زاویے سے دیکھئے۔ مرزا صاحب کی نبوت کا ایک عظیم معجزہ یہ تھا کہ وہ مختلف اوقات میں پیش گوئیاں کیا کرتے تھے وہ تحریر فرماتے ہیں۔

"اور جو معجزات مجھے دیئے گئے بعض ان میں سے وہ پیش گوئیاں ہیں جو بڑے بڑے غیب کے امور پر مشتمل ہیں کہ بجز خدا کے کسی کے اختیار اور قدرت میں نہیں کہ ان کو بیان کرسکے۔"

(چشمہ معرفت ص۳۱۳۔ روحانی خزائن ص۳۲۸ج۲۳)

لیکن قسمت کا پھیر کچھ ایسا تھا کہ وہ جس چیز کی پیش گوئی تحدی کے ساتھ کرتے اور اشتہارات کے ذریعہ تمام دنیا کی توجہ اس کی طرف مبذول فرماتے وہ ہمیشہ ان کی تشریح و تعبیر کے خلاف ظہور پذیر ہوتی۔ لوگ معترض ہوتے تو اپنی اجتہادی خطا کے جواز میں ہمیشہ انبیاء کرام کی اجتہادی خطاؤں کا حوالہ دیتے' ملاحظہ فرمایئے۔

۱۔ "غرض بے حیا لوگ ان اعتراضوں کے وقت نہیں سوچتے کہ ایسے اعتراض سب نبیوں پر پڑتے ہیں۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص۱۳۳۔ روحانی خزائن ص۵۷۱ج۲۲)

۲۔ "اور اگر کوئی اجتہادی خیال ہو تو اس پر اعتراض کرنا ان لوگوں کا کام ہے جو نبی کے اپنے اجتہاد کو واجب الوقوع سمجھتے ہیں۔"

۳۔ "دنیا میں کوئی نبی ایسا نہیں آیا جس نے کبھی اجتہادی خطا نہیں کی' جب وہ نبی جو تمام انبیاء سے افضل تھا اجتہادی غلطی سے بچ نہ سکا' چنانچہ حدیبیہ کا سفر اجتہادی غلطی تھی' یمامہ کو ہجرت گاہ قرار دینا اجتہادی غلطی تھی تو پھر دوسروں پر کیا اعتراض ہے۔"

۴۔ "ایک نبی اپنے اجتہاد میں غلطی کرسکتا ہے' مگر خدا کی وحی میں غلطی نہیں ہوتی ہاں اس کے سمجھنے میں اگر احکام شریعت کے متعلق نہ ہو کسی نبی سے غلطی ہوسکتی۔" (ایضاً)

۵۔ "ایسا ہی حضرت عیسیٰ نے بھی اجتہادی غلطی سے اپنے تئیں بادشاہ بنانا یقین کرلیا اور کپڑے بیچ کر ہتھیار بھی خرید لئے گئے۔"

۶۔ "ملاکی نبی اس راز کو سمجھ نہ سکا کہ الیاس نبی کا دوبارہ آسمان سے نازل ہونا حقیقت پر محمول نہیں بلکہ استعارہ کے رنگ میں ہے۔" (ایضاً)

۷۔ "اگر اور اسرائیلی کوئی نبی توریت کی پیش گوئی سے یہ نہ سمجھ سکا کہ آخری نبی بنی اسماعیل میں سے ہے۔"

۸۔ "جس امر میں تمام انبیاء شریک ہیں اور ایک بھی ان میں سے باہر نہیں اس کو اعتراض کی صورت میں پیش کرنا کسی متقی کا کام نہیں۔"

۹۔ "خدا نے یہ اجتہادی غلطی انبیاء کے لئے اس واسطے مقرر کر رکھی ہے تاوہ معبود نہ ٹھہرائے جائیں۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص۱۳۵۔ روحانی خزائن ص۵۷۲ج۲۲)

۱۰۔ "میں بار بار کہتا ہوں کہ اگر یہ تمام مخالف مشرق و مغرب کے جمع ہوجاویں۔ تو میرے پر کوئی اعتراض ایسا نہیں کرسکتے کہ جس اعتراض میں گزشتہ نبیوں میں کوئی نبی شریک نہ ہو' اپنی چالاکیوں کی وجہ سے ہمیشہ کیوں رسوا ہوتے ہیں اور پھر باز نہیں آتے۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی ص۱۴۳ روحانی خزائن ص۵۷۵ج۲۲)

۱۱۔ "مخالفین کے اعتراض میرے نشانوں کے بارے میں تین قسم سے باہر نہیں ہیں......(۳) تیسرے یہ کہ محض ایک اجتہادی امر ہے اور اس کو خدا کا کلام قرار دے کر پھر اعتراض کرتے ہیں کہ یہ پیش گوئی تھی جو پوری نہیں ہوئی' جبکہ یہ حال ہے تو ظاہر ہے کہ کوئی نبی ان کی زبان سے نہیں بچ سکتا۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی ص۱۴)

۱۲۔ "وہ بدقسمت اس قدر گندہ زبانی اور دشنام دہی میں بڑھ گیا تھا کہ مجھے ہرگز امید نہیں کہ ابوجہل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ بدزبانی کی ہو' بلکہ میں یقیناً کہتا ہوں کہ جس قدر خدا کے نبی دنیا میں آئے ان سب کے مقابل پر کوئی ایسا گندہ زبان دشمن ثابت نہیں ہوتا جیسا کہ سعد اللہ تھا۔" (ایضاً" ص۲۰۔ روحانی خزائن ص۴۵۲ج۲۲)

۱۳۔ "اور میں باور نہیں کرسکتا کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے کسی نے ایسی گندی گالیاں کسی نبی اور مرسل کو دی ہوں جیسا کہ اس نے مجھے دیں۔"

(ایضاً" ص۵۔ روحانی خزائن ص۴۳۶ج۲۲)

یہ چند عبارتیں بھی صرف ایک کتاب سے لی گئی ہیں' ورنہ مرزا صاحب کی اس نوعیت کی تصریحات بے شمار ہیں۔ مختصر یہ کہ مرزا صاحب سے جب کبھی لغزش ہوتی اور اس پر انہیں ٹوکا جاتا یا ان کی تحدی آمیز پیش گوئی خود ان کی تشریح و تفسیر کی روشنی میں حرف غلط ثابت ہوتی (اور یہ قصہ ان کی زندگی کا روزمرہ معمول تھا)۔ تو خفت مٹانے اور اپنے نیاز مندوں کا دل بہلانے کے لئے یہ اخلاقی تقریر فرماتے کہ دراصل وحی الٰہی کا مطلب سمجھنے میں ہم سے اجتہادی غلطی ہوئی۔ پیش گوئی کا مطلب یہ تھا اور ہم نے یہ سمجھ لیا' اور

باقی ص۲۵ پر

آخری قسط

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی قدس سرہ

انگریزوں نے برصغیر کے باشندوں کے اخلاق تباہ کر دیئے

آج انگریزوں نے مسلمانوں کی تمام خوبیوں کو مٹا کر بد اخلاقیاں اور برائیاں پیدا کر دیں

دوسری جگہ برک کہتا ہے۔

"تاتاریوں کی یورش سے بے شک ہندوستانیوں کو نقصان پہنچا تھا مگر ہماری حفاظت ہندوستان کو تباہ کئے ڈالتی ہے۔ نو عمر لونڈے ملک پر حکومت کر رہے ہیں۔ جہاں کے باشندوں سے نہ ان کا میل جول ہے اور نہ ان سے ہمدردی ہے۔ دولت کی ہوس اور تیز مزاجی جتنی کہ کسی نوجوان سے ہو سکتی ہے وہ ان لوگوں میں بھری ہوئی ہے اور ملک میں ان کی آمد کا تانتا لگا ہوا ہے۔ ایک کھیپ لوٹتی ہے تو دوسری پہنچ جاتی ہے۔ ہندوستانی رعایا کے سامنے مستقبل کی صرف ایک مایوس کن صورت ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک غیر محدود زمانہ تک ان موسمی شکاری پرندوں کے نئے غول اسی طرح آتے جاتے رہیں گے جن کی بھوک ہر مرتبہ اور تیز ہوتی رہے گی۔ دراں حالیکہ جس چیز کے وہ بھوکے ہیں وہ کمیاب ہوتی جائے گی۔" (روشن مستقبل ص ۴۹ از تصانیف برک جلد ۳ ص ۷۸۔۷۹)

خلاصہ یہ کہ ایسے بد کردار انگریزوں کے اقتدار ان کے گوشہ گوشہ ملک میں پھیل جانے اور آزادانہ طور پر ایسی بد اعمالیاں کرنے سے ملک کی ثروت اور دولت تو برباد ہوئی ہی تھی' ان لوگوں کے اخلاق اور اعمال بھی بہت زیادہ بگڑ گئے جو انگریزوں کے حاشیہ نشین اور کارکن تھے۔ وہ انگریزوں کی حمایت حاصل کرکے ہر قسم کے خطروں سے اپنے آپ کو محفوظ پاتے تھے اور من مانی کارروائیاں کرتے تھے۔ نیز عام ہندوستانیوں پر یہ اثر پڑا کہ جو عادتیں اور اخلاق پہلے سے بری سمجھی جاتی تھیں ان کی برائی ان کے دلوں سے جاتی رہی۔ کیوں نہ ہو الناس علیٰ دین ملوکہم اس لئے عام طور پر جعلسازی' بداخلاقی' بدعہدی' ظلم و ستم پھیل گئے۔ فالی اللہ المشتکی

دوم :- یہ کہ انگریزوں کی بے آئینی اور بیا آئینی (جن کے وہی خود وضع کرنے والے تھے) لوٹ اور غارت گری' دولت اور ذرائع دولت کی برباد کردگی کی بناء پر لاکھوں اور کروڑوں افراد اور خاندان فاقہ مست اور کنگال ہو گئے۔ اس لئے جان بچانے اور دنیاوی زندگی سنبھالنے کے لئے لوگ ہر قسم کے جرائم اختیار کرنے پر مجبور ہو گئے اور ان اخلاق اور عادات میں مبتلا ہو گئے جو کہ شرافت انسانی کے لئے ننگ و عار ہیں اور جن کو وہ مذہبی یا اخلاقی حیثیت سے برا سمجھتے تھے ملعون غلامی اور ہلاک کر دینے والے فقر و فاقہ نے ان کو ایسی عادتوں کے اختیار کرنے پر مجبور کر دیا۔ سر جان شور جس کا تعلق بنگال سول سروس سے تھا قانون اور نظام انگریزی پر بحث کرتے ہوئے ۱۸۳۳ء میں کہتا ہے۔

"لیکن ہندوستان کا عہد زریں گزر چکا ہے' جو دولت کبھی اس کے پاس تھی اس کا جزو اعظم (بڑا حصہ) ملک کے باہر کھینچ کر بھیج دیا گیا ہے اور اس کے قدرتی عمل اس بد عملی کے ناپاک نظام نے معطل کر دیئے ہیں۔ جس نے لاکھوں نفوس کی منفعت کو چند افراد کے فائدے کی خاطر قربان کر دیا ہے۔

برطانیہ نے جو طرز حکومت قائم کیا ہے اس کے تحت ملک اور باشندگان ملک رفتہ رفتہ محتاج ہوتے جاتے ہیں۔ اور یہی سبب ہے کہ ان پرانے تاجروں پر جلد تباہی آگئی۔ انگریزی حکومت کی چولیں ڈالنے والی زیادہ ستانی نے ملک اور اہل ملک کو اتنا مفلس کر دیا ہے کہ اس کی نظیر ملنا مشکل ہے۔" (حکومت خود اختیاری ص ۲۶۔۲۷)

مسٹر سیول میرٹ ممبر کونسل ۱۸۳۶ء میں لکھتا ہے۔

"برطانیہ کا دور حکومت مہربان و مقبول بتایا جاتا ہے مگر اس عہد میں ملک جس حالت کو پہنچ گیا ہے اگر اس کا مقابلہ دیسی حکمرانوں کے عہد سے کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ اس وقت لوگ خوشحال تھے...... یہ ملک فلاکت کی انتہائی پستی تک پہنچ گیا ہے۔" (حکومت خود اختیاری ص ۲۸)

افلاس اور غربت کے انتہائی درجہ پر پہنچ جانے کے بعد طبعی طور پر انسان ایسے اخلاق اور اعمال کا مرتکب ہو جاتا ہے جو کہ نہ صرف شرافت اور اعلیٰ معیار کے مخالف ہوں بلکہ وہ عموماً انسانیت سے گزر کر درندگی اور وحشت و بربریت کے بدترین مظاہروں پر بھی آمادہ ہو جاتا ہے۔ وہ چوری کرنے اوچھے پن کو عمل میں لانے' ڈاکے ڈالنے' لوگوں کو قتل کرنے' ٹھگی اور دھوکہ بازی کو اختیار کرنے' بے حیائی اور فواحش کے کرنے اور کرانے اور اس قسم کے دیگر نجس اور مکروہ اعمال کا بیشتر ارتکاب کرنے لگتا ہے۔ انگریزوں نے عموماً ہندوستانیوں کے ساتھ کسی ہمدردی کا بھی خیال نہیں کیا یہ پردیسی اور غیر قوم تھے روپیہ کمانے اور ہندوستان کو لوٹ کر اپنا خزانہ بھرنے کا نصب العین دن و رات ان کے سامنے رہتا تھا ان کو کوئی التفات ہندوستانیوں کی بہبودی کی طرف نہ تھا ان کی بلا سے ہندوستانی جئیں یا مریں' ان کا کیرکٹر بنے یا بگڑے ان کو تو اپنا الو سیدھا کرنا تھا۔ سر جان سلیمان (اپنی شہادت میں) کہتا ہے۔

"ملک کے تمام ذمہ داری کے عہدوں سے ہندوستانیوں کے خارج ہونے کا قدرتی نتیجہ یہ ہوا کہ اعلیٰ انتظامی قابلیت کے نشوونما کرنے کے مواقع جاتے رہے اور جو کچھ بھی ان کی قابلیت تھی وہ رفتہ رفتہ زائل ہو گئی۔ اس کے ساتھ ان کے مالی تنزل نے ان کے کریکٹر کو اس درجہ تک گرا دیا جس پر مظلوم اور محکوم قومیں پہنچ جاتی ہیں۔"

(حکومت خود اختیاری ص ۱۵)

لارڈ منٹو وائسرائے ہند نے ۱۸۱۱ء میں ایک طویل یادداشت لکھ کر کورٹ آف ڈائریکٹران کو بھیجی جس میں یہ دکھلایا کہ۔

"علم کا روز بروز زوال ہو رہا ہے۔ ہندو' مسلمانوں کی مذہبی تعلیم نہ ہونے سے دروغ حلفی اور جعلسازی کے جرائم بڑھ رہے ہیں اور سفارش کی کہ متعدد کالج قائم کئے جائیں اور تعلیم پر زیادہ روپیہ خرچ کیا جائے۔"

(روشن مستقبل ص ۲۲۷)

سوم :- یہ کہ حکومت کے تمام ذمہ دار عہدوں سے ہندوستانیوں کو یک قلم خارج کرکے تمام بڑے عہدوں پر انگریزوں نے انگریزوں ہی کو مقرر کیا بلکہ حسب تصریح سر جان شور جس ادنیٰ سے ادنیٰ عہدے کو انگریز قبول کر سکتا تھا اس پر انگریز ہی کو مقرر کیا ہاں جو عہدے بہت چھوٹے تھے ان سے مسلمان ملازمین کو نکال کر ہندوؤں کو مقرر کیا کیونکہ وہ انگریزوں کی پوری چاپلوسی کرتے تھے اور انگریزوں کی خواہشات کو پوری کرنے میں کسی بداخلاقی اور بدعملی سے دریغ نہیں کرتے تھے خواہ وہ کیسی ہی اور کتنی ہی ہندوستانی قوم کے لئے مضر کیوں نہ ہو جن کے کچھ واقعات ہم نے پہلے ان قیوں کے جو کہ صاحب لوگوں کے مقرب ہوتے ہیں۔ وجہ اول میں بطور نمونہ ذکر کر دیئے ہیں۔ حالانکہ شہنشاہ دہلی سے جو فرامین انگریزوں نے حاصل کئے تھے اور جن کے ذریعہ سے دیوانی کے اختیارات ان کو ملے تھے ان میں شرط

تھی کہ وہ ان شاہی نظامات کی جو کہ پہلے سے چلے آتے تھے پوری طرح حفاظت کریں گے مگر انگریزوں نے ان نظامات کی بہت تھوڑے دنوں تک مراعات کی اور پھر رفتہ رفتہ ان کو توڑنا شروع کردیا کیونکہ ان کے باقی رکھنے میں انگریزوں کی وہ لالچ اور طمع پوری نہیں ہوتی تھی جس کو وہ اپنا نصب العین بنائے ہوئے تھے اور جس کے لئے وہ تمام ہندوستان کو لوٹ کھسوٹ کر انگلستان کے خزانوں کو پر کرسکتے اور اپنے افراد کی ملعون خواہشات کو پوری کرسکتے تھے۔

ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر اپنی کتاب "ہمارے ہندوستانی مسلمان" میں ص ۲۲۵ پر لکھتا ہے۔

"بنگال کو انگریزوں نے حاصل کیا تو شہنشاہ دہلی کے دیوان ہونے کی حیثیت سے پھر یہ عہدہ کسی بہت بڑی رشوت سے نہیں بلکہ تلوار کے زور سے۔ قانوناً" ہم صرف شہنشاہ دہلی کے دیوان تھے یعنی چیف ریونیو آفیسر مسٹر ایچی سن کی دستاویزات میں ۱۲ اگست ۱۷۶۵ء کا فرمان یا ایسٹ انڈیا کمپنی کی سہ ماہی رپورٹ ۱۸۱۲ء رپورٹ نمبر ۱۳ سے لے کر نمبر ۲۰ تک) اسی بناء پر مسلمانوں کا دعویٰ ہے کہ ہم کو اسی اسلامی طریقہ پر کاربند رہنا چاہئے جس کے انتظام کا ہم نے اس وقت ذمہ لیا تھا۔ جہاں تک میرا خیال ہے اس میں طرفین کا باہمی سمجھوتہ فی الواقع یہی تھا۔"

پھر صفحہ ۲۲۸ پر اسی کتاب میں لکھتا ہے۔

"سو سب سے بڑی ناانصافی وہ ہے جس کا مسلمان امراء انگریزی حکومت کو مجرم ٹھہراتے ہیں۔ ان کا یہ دعویٰ ہے کہ ہم نے مسلمان شہنشاہ سے بنگال کی دیوانی اس شرط پر لی تھی کہ ہم اسلامی نظام کو برقرار رکھیں گے لیکن جوں ہی ہم نے اپنے آپ کو طاقت ور پایا اس وعدے کو فراموش کردیا۔ ہمارا جواب یہ ہے کہ جب ہم نے بنگال میں مسلمانوں کے نظام دیوانی کا مطالعہ کیا تو اس قدر ایک طرفہ' اس قدر ناکارہ اور اصول انسانیت کے خلاف پایا کہ اگر ہم اس کو برقرار رکھتے تو تہذیب کے لئے باعث ننگ ہوتے۔"

بہرحال انگریز بحیثیت ملازمت شہنشاہی فرمانوں اور معاہدوں اور شروط کے ذریعہ سے مالیات کے ناظم بنائے گئے تھے جن میں اسلامی نظام کو برقرار رکھنا مشروط تھا۔ مگر انہوں نے رفتہ رفتہ سب کو توڑ ڈالا اور تمام عہدوں سے ہندوستانیوں کو نکال کر انگریزوں اور خوشامدی ہندوؤں سے بھردیا اور نیا نظام ایسا بنایا کہ جس کا خرچ بہت زیادہ تھا اور انگریزوں کے لئے ہندوستانیوں کے خون چوسنے کا بہت زیادہ سامان ہاتھ آتا تھا۔ مگر انگریزی عیاری یہ تھی کہ خلاف واقعیت پورے نظام کو ایک طرفہ' اصول انسانیت کے خلاف' ناکارہ تہذیب کے لئے باعث ننگ قرار دیا جارہا ہے (جیسا کہ ڈاکٹر ہنٹر اور بہت سے دوسرے انگریز پروپیگنڈہ کرتے رہے ہیں) حالانکہ یہ بات انگریزی نظام میں پائی جاتی ہے۔ پرانے نظام کو ایسا کہنا برعکس نہند نام زنگی کافور کا مصداق ہے۔ پرانا نظام جب تک رہا ہندوستان باتفاق پھلتا اور پھولتا اور ترقی پذیر رہا۔ اور جب سے یہ نیا نظام انگریزی قائم ہوا ہندوستان روز بروز بربادی کے بھینٹ چڑھتا رہا اور بالآخر ہلاکت کے انتہائی مرحلہ پر پہنچ گیا۔ جیسا کہ سرجان شور سیول میرٹ ڈبلیو بی پیڈر' وڈربرن وغیرہ کے اقوال بتلا رہے ہیں۔

مسٹر فلپ فرانسس جو کہ بنگال کونسل کا ممبر تھا لکھتا ہے۔

"ایک انگریز کو یہ معلوم ہو کر تکلیف ہونی چاہئے کہ جب سے کمپنی کو دیوانی ملی ہے اہل ملک کی حالت پہلے سے بدتر ہوگئی ہے اور یہ کمپنی کی تجارت وغیرہ کا نتیجہ ہے۔ میرے خیال میں یہی اسباب ہیں جن کی وجہ سے یہ ملک ایک شخص اور مطلق العنان حکومت کے زیر سایہ تو سرسبز ہوتا رہا مگر جب انگریزوں کے تصرف میں آیا تو تباہی کے کنارے پہنچ گیا۔"

(حکومت خود اختیاری ص ۹۷ از ان ہیپی انڈیا ص ۳۳۴)

ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر لکھتا ہے (ہمارے ہندوستانی مسلمان ص ۲۳۹)۔

"انگریزوں نے چند ایک سال تو مسلمان عہدہ داروں کو بحال رکھا لیکن جب اصلاح کا وقت آیا تو اس قدر احتیاط سے قدم اٹھائے کہ اس پر بزدلی کا گمان ہونے لگتا ہے۔ بایں ہمہ سب سے کاری ضرب جو ہم نے پرانے طریق کار پر لگائی وہ اس قدر پرفریب تھی کہ اس کا اندازہ پیش از وقت نہ مسلمانوں کو ہوسکا نہ انگریزوں کو۔ میرا مطلب ان تبدیلیوں سے ہے جو لارڈ کارنوالس نے جاری کیں اور جن سے ۱۷۹۳ء کا دوامی بندوبست مرتب ہوا۔ اس بندوبست سے ان مسلمان افسروں کا کاروبار زبردستی ہمارے ہاتھ میں آگیا جو حکومت اور ٹیکس جمع کرنے والوں کے درمیان واسطہ کا کام دیتے تھے اور جن کے سپاہیوں کو مالگزاری جمع کرنے کا جائز حق پہنچتا تھا۔"

بہرحال انگریزوں نے عروج اور قوت پاتے ہی تمام ہندوستانیوں کو ذمہ دار عہدوں سے خارج کردیا جیسا کہ صاحب حکومت خود اختیاری لکھتا ہے۔

"ہندوستان میں انگریزی عملداری کی ایک خصوصیت یہ رہی ہے کہ ہندوستانی ابتداء سے بڑے عہدوں سے خارج کردیئے گئے۔ قوانین بنانے میں اور ملک کے درمیان انصاف کرنے میں ان کا کوئی اختیار باقی نہیں ہے۔ عملداری کی اس خصوصیت کے مضر اثرات کا اندازہ منجملہ دیگر انگریزوں کے سرطامس منرو کو بخوبی ہوا جس کا اظہار انہوں نے اپنی رپورٹ میں حسب ذیل الفاظ میں کیا ہے۔

"قوانین کے عملدرآمد میں ان کو بہت کم دخل ہے۔ بہ استثناء چند نہایت چھوٹے عہدوں کے کسی بڑے عہدہ تک خواہ وہ فوجی ہو یا سول' نہیں پہنچتے وہ ہر جگہ ایک ادنیٰ قوم کے فرد سمجھے جاتے ہیں..... تمام فوجی اور دیوانی عہدے جو کچھ بھی اہمیت رکھ سکتے ہیں اب یورپینوں کے قبضہ میں ہیں جن کا پس انداز روپیہ خود ان کے ملک کو چلا جاتا ہے۔"

اس طرح ذمہ دار عہدوں سے نکل جانے کی بناء پر ہندوستانیوں کے کیرکٹر اور اخلاق پر نہایت مضر اور ہلاکت آفریں اثر پڑا اور وہ بدترین اخلاق میں مبتلا ہوگئے۔ چنانچہ سر تھامس منرو ۱۸۲۲ء میں لکھتا ہے۔

"اگر برطانیہ کسی بیرونی سلطنت کا مفتوحہ ملک ہوجاتا اور اس کے باشندے اپنے ملک کے انتظامات سے خارج کردیئے جاتے تو ان کے تمام علوم اور تمام علم و ادب خواہ وہ مذہبی ہوں یا دنیوی انہیں ایک یا دو نسلوں کے بعد کمینہ' چالاک (دغاباز) اور بے ایمان قوم ہوجانے سے نہ بچا سکتا تھا۔" (حکومت خود اختیاری ص ۱۹)

لارڈ میکالے کہتا ہے۔

"زمانہ سابق میں جس طرح زوردار اور باثر لوگوں کو افیون کے پوست پلا کر کاہل' پست ہمت اور بدعقل بنادیا جاتا تھا ہمارا نظام سلطنت اسی طرح اہل ہند کو بے کار کردے گا۔" (حکومت خود اختیاری ص ج)

مسٹر لڈلو اپنی کتاب برٹش انڈیا میں لکھتا ہے۔

"انگریزوں کے ہاتھوں ہندوستان فتح ہونے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ بجائے ابھرنے کے اس کے تمام باشندے ذلیل ترین ہوجائیں گے۔" (حکومت خود اختیاری ص ۱۹)

چنانچہ یہی نتیجہ ہوا کہ انگریزی حکومت کی صد سالہ حکومت نے ہندوستانیوں کو اخلاقی اور کیرکٹری حیثیت سے انتہائی پستی میں ڈال دیا۔ سر تھامس منرو کہتا ہے۔

"انگریزی صوبجات کے رہنے والے فی الواقع ہندوستان میں حد سے زیادہ ذلیل اور کمینے ہیں۔"

(حکومت خود اختیاری ص ۱۹)

الحاصل سیکڑوں زمیندار' ہزاروں سپاہی اور بے شمار ملازم بے روزگار ہوگئے اور انہوں نے لوٹ مار کا پیشہ اختیار کرلیا۔ چنانچہ ناگپور سے لے کر خلیج بنگال تک تیس ہزار پنڈاری لوٹ مار کرتے پھرتے تھے۔ جنہوں نے ۱۸۱۹ء کے موسم سرما میں صرف دس دن کے اندر ۱۸۲ آدمی قتل کئے ۵۰۰ زخمی کئے تین ہزار کو طرح طرح کی ایذائیں دیں اور تقریباً" ایک کروڑ کا مال لے گئے۔"

(روشن مستقبل ص ۵۹-۶۰ از "اغیار کے گھر کے" از فیسنگ ص ۲۵۰)

چہارم :- ہائی کورٹ' سپریم کورٹ اور تمام ادنیٰ کورٹوں کے وہ قوانین اور کارنامے ہیں جن کا تعلق مالیات سے یا فوجداری یا انتظامی امور وغیرہ سے ہے۔ یہ سب قوانین عدل و انصاف اور ان کی عملی کارروائیاں زمانہ سابق میں نہایت سادہ اور بے خرچ تھے۔ ان میں فریقین کو نہ دور دراز کے اسفار کی زحمتیں پیش آتی تھیں نہ مہینوں اور سالوں کے انتظار اور دوڑ دھوپ کی تکالیف ہوتی تھیں۔ نہ سرمایہ اور دولت کی بربادی کی مصیبتیں سامنے آتی تھیں۔ ان قوانین کی رو سے عموماً" حقیقی اہل حق اپنے حق کو پہنچ جاتے تھے۔ عیاری' مکاری' فریب و دھوکہ بازی' رشوت اور جعلسازی وغیرہ پاس بھی نہیں پھٹکتی تھی۔ ان کے اجراء کے دو طریقے تھے۔ ایک رعایا کی طرف سے دوسرا بادشاہوں کی طرف سے۔ ہر دو طریق میں رعایا پر ایک پیسہ کا بھی بار

نہیں پڑتا تھا۔ اول الذکر کا یہ حال تھا کہ رعایا کی طرف سے گاؤں گاؤں میں پنچایتیں قائم تھیں جو کہ بمنزلہ حکومت خود اختیاری کے تھیں۔ گاؤں کے پنچ مدعی اور مدعا علیہ کے چال چلن' ان کی عادتوں اور اخلاق' مقامی رسوم اور حالات سے بخوبی واقف ہوتے تھے۔ گواہوں اور قسم کھانے والوں کو بخوبی پہچانتے تھے' فریقین کی زبانوں کو جانتے تھے اس لئے عموماً" فیصلے صحیح اور حقانی یا قریب قریب صحیح کے ہوتے تھے۔ ہر گاؤں کے جھگڑوں کا فیصلہ وہیں یا وہیں کے قریبی مقام میں ہو جاتا تھا۔ یہ ممکن نہ تھا کہ کوئی بد چلن یا بدمعاش گاؤں میں رہ سکے کیونکہ گاؤں کی پنچایت کو اختیار تھا کہ وہ بدمعاش' بد چلن اور چور کو سزا دے سکے۔

سر طامس منرو اسی پنچایتی نظام کے متعلق مندرجہ ذیل الفاظ لکھتا ہے۔

"ہر موضع مع اپنے بارہ پوردوں کے مثل ایک چھوٹی سی ریاست کے ہے۔ جس میں اس کے مقدم پٹیل یا راؤی بطور اس کے سردار کے ہیں۔ اور ہندوستان اسی قسم کی ریاستوں کا ایک بڑا مجموعہ ہے جنگ کے زمانہ میں باشندوں کی نظر اپنے گاؤں کے سردار کی طرف ہوتی ہے جب تک کہ ان کا موضع محفوظ اور سالم ہے گاؤں کے باشندے سلطنتوں کے ٹوٹنے اور تقسیم ہونے کے بارہ میں اپنے آپ کو تکلیف نہیں دیتے وہ اس امر کی پرواہ نہیں کرتے کہ ملک کس کے ہاتھ میں منتقل ہوتا ہے۔ ہر صورت میں اندرونی نظام غیر مبدل رہتا ہے۔ ان تمام حالات میں گاؤں کا سردار بدستور اپنے گاؤں کا کلکٹر مجسٹریٹ اور کاشت کاروں کا سردار رہتا ہے۔" (حکومت خود اختیاری ص ۷)

ثانی الذکر (یعنی بادشاہوں کی طرف سے جو طریقہ انصاف کا جاری تھا) اس کی کیفیت یہ تھی کہ بادشاہوں کی طرف سے ایسی عدالتیں قائم کی گئی تھیں جو کہ برائے نام شاہی تھیں مگر ان پر بادشاہ کا اثر نہیں تھا۔ ان میں مسلمانوں کے معاملات قرآن شریف اور فقہ (اسلامک لاء) کی رو سے اور ہندوؤں کے معاملات دھرم شاستر کی رو سے طے ہوتے تھے اور ان کی طاقت کی یہ کیفیت تھی کہ ذاتی امور میں بادشاہ بھی مفتیوں کے فتوؤں اور شرعی فیصلوں کے تابع ہوتے تھے۔ اس مضمون کو انگلستان کے مشہور مقرر اڈمنڈ برک نے پارلیمنٹ کی ایک تقریر میں خوب واضح کیا تھا۔ جس کے چند الفاظ حسب ذیل ہیں۔

"جناب والا میں ایشیاء کی حکومتوں کی نسبت جرات کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ان میں سے کسی کو خود سری کے اختیارات حاصل نہ تھے اور اگر کسی کو تھے تو وہ انہیں کسی دوسرے کو سپرد نہ کر سکتا تھا۔ میں پر زور الفاظ میں کہہ سکتا ہوں کہ مشرقی ممالک کی حکومتیں خود مختارانہ اختیارات کا نام تک نہیں جانتیں ایشیاء کا بڑا حصہ مسلمان حکمرانوں کے تحت میں ہے اور اسلامی حکومت کے معنی ہی قانونی حکومت کے ہیں۔ عیسائی بادشاہوں کے مقابلہ میں مسلمانوں کے قانون میں بدرجہا زیادہ مضبوطیاں ہیں ان کا اپنے قانون کی نسبت یہ عقیدہ ہے کہ وہ خدا کی طرف سے ہے اس لئے رعایا سے لے کر بادشاہ تک سب کے سب یکسانیت کے ساتھ قانون اور مذہب دونوں کے پابند ہیں اگر کوئی شخص قرآن کی ایک آیت بھی اس مضمون کی دکھادے کہ اس کی رو سے کسی کو خود مختارانہ اختیارات حاصل ہیں تو میں تسلیم کروں گا کہ میں نے اس کا اور ایشیاء کے حالات کا بیکار مطالعہ کیا ہے۔ قرآن شریف میں ایک لفظ بھی اس بارہ میں نہیں ہے۔ برخلاف اس کے اس قانون کا ہر ہر حرف ظالموں کے خلاف گرج رہا ہے۔ اس قانون کی شرح کرنے والے علماء یا قاضیوں کا طبقہ موجود ہے جو اس کا محافظ قرار دیا گیا ہے اور جو بادشاہ کی ناراضی سے محفوظ ہے اور جسے بادشاہ ہاتھ نہیں لگا سکتا ان کے بادشاہوں تک کو حقیقی اعلیٰ طاقت حاصل نہیں ہے بلکہ وہاں کی حکومت ایک حد تک جمہوری ہے۔"

(روشن مستقبل ص ۱۹-۲۰ از تقاریر اڈمنڈ برک جلد اول ص ۱۰۴-۱۰۵)

برخلاف اس کے اب بجائے مواضعات کے صدر مقامات میں جو گاؤں سے تیس چالیس میل یا کم و بیش فاصلہ پر ہوتے ہیں جا کر انصاف ہوتا ہے۔ اور پھر انصاف ہونے کا انحصار اس امر پر ہوتا ہے کہ مدعی اور مدعا علیہ کے پاس کافی روپیہ اور اثر ہو۔ اور جو شخص جائز و ناجائز طریقوں سے روپیہ کما کر عدالتوں میں اور حکام کے یہاں حاضری دیتا رہتا ہے وہ تمام گاؤں پر غالب ہوتا ہے پھر متوسط لوگوں کی آمدنی چونکہ بہت زیادہ گھٹ گئی ہے اور تنگی جاری ہے اس لئے وہ عدالتی کارروائیوں کے اخراجات نہیں اٹھا سکتے۔ اب کلکٹر صاحب کے ہاتھ میں سب اختیارات ہیں۔ وہ گاؤں سے فاصلہ پر بہت دور رہتے ہیں۔ ہندوستانیوں بالخصوص غیر انگریزی تعلیم یافتہ اور دیہاتیوں اور قصباتیوں سے خلط ملط اپنی کسر شان اور خودداری کے خلاف اور اپنی ہتک سمجھتے ہیں۔ کسی کالے اور نیٹو سے بات کرنا انگریزی عزت اور شان و جلال کے بالکل منافی جانتے ہیں۔ اس لئے وہ ہندوستانیوں کے چال چلن سے واقف نہیں۔ گاؤں کا بدترین شخص حکام رسی کر کے اپنا اثر اور رسوخ قائم کر لیتا ہے اور کلکٹر صاحب سے پروانہ تقرر وغیرہ حاصل کر کے لوگوں کے حقوق پر دست درازی کرتا ہے۔ کاش یہ حالت حکام اور عدالتوں تک ہی محدود رہتی تب بھی ضرر اور نقصان برداشت کیا جا سکتا۔ مگر افسوس ہے کہ یہ عدالتیں تمام ملک کے لئے مرکز اور نمونہ بن گئی ہیں۔ مثلاً ہر روز ملک کے بہترین دل و دماغ رکھنے والے اشخاص کسی نہ کسی حیثیت سے انہی عدالتوں کی طرف کھنچے چلے جاتے ہیں۔ جو ممالک اس وقت برسر عروج ہیں وہاں کے لوگوں کے دماغ صنعت و حرفت' تجارت اور زراعت اور دولت کے ذریعہ سے دولت پیدا کرنے کے طریقوں میں مصروف رہتے ہیں۔ برخلاف اس کے ہندوستان کے لوگ جب صبح اٹھتے ہیں تو ان میں سے کچھ لوگ تو حاکم اور عمال' بیرسٹر اور وکیل' مدعی مدعا علیہ' عرضی نویس اور محرر' گواہ اور دلال کی شکل میں کچہریوں کا رخ کرتے ہیں اور جو لوگ پیچھے رہ جاتے ہیں وہ تمام دن مقدمات کے نتیجوں کے انتظار میں رہتے ہیں اور رات کو بیٹھکوں اور چوپالوں میں بیٹھ کر بقایا لگان اور اضافہ لگان' پٹوارہ اور داخل خارج کے چرچوں میں مصروف رہتے ہیں اور ان معاملات میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے سازشیں کرنے اور جھوٹی شہادتیں مرتب کرنے میں مصروف رہ کر بدترین بداخلاقیوں کے مرتکب ہوتے ہیں۔

لارڈ میکالے لکھتا ہے۔

بہت کم انگریز ایسے ہوں گے جو اس امر کو تسلیم نہ کریں گے کہ انگریزی قانون باوجود حال کی ترقیوں کے نہ تو سستا ہے اور نہ اس کی رو سے فیصلے جلد ہوتے ہیں پھر بھی ہمارے ملک یعنی انگلستان میں اس کا نشوونما ہو گیا۔ بعض امور میں وہ ہمارے محسوسات کے مطابق ڈھال دیا گیا اور بعض امور میں ہمارے محسوسات رفتہ رفتہ اس کے مطابق ڈھل گئے ہیں۔ ہمیں اس کے بدترین نقائص کو برداشت کرنے کی بھی عادت ہو گئی ہے اور اس لئے اگرچہ ہم اس کی شکایت کئے جاتے ہیں تاہم اس کی ہم پر ایسی دہشت طاری نہیں ہوتی جیسی کہ ایک معمولی سی نئی تکلیف دہ چیز کی ہوتی ہے مگر ہندوستان میں بالکل مختلف حالت پیدا ہو گئی ہے۔ انگریزی قانون جو انگلستان سے لایا گیا ہے اس میں وہ تمام برائیاں ہیں جس کے مقابلے میں انگلستان کی بدترین برائیاں ہیچ ہیں۔ وہ قانون جو کہ انگلستان میں دیر طلب ہے اس ملک میں اس سے کہیں زیادہ دیر طلب ہے جہاں کہ ہر جج کو اور ہر بیرسٹر کو ایک مترجم کی امداد درکار ہوتی ہے۔ اس ملک میں یہ قانون کہیں زیادہ گراں ہے جس میں کہ مشیران قانونی ایک دور دراز ملک سے لائے جاتے ہیں۔ ہندوستان میں ہر انگریز کا معاوضہ گورنر جنرل اور کمانڈر انچیف سے لے کر ایک سائیس یا گھڑی ساز تک کا انگلستان کی شرح سے کہیں زیادہ ادا کیا جاتا ہے..... ان وجوہ سے کلکتہ میں وکلاء کی جو فیس ادا کی جاتی ہے وہ انگلستان کی فیس سے سہ چند ہوتی ہے۔ ہندوستان کے لوگ انگریزوں کے مقابلہ میں اگرچہ بہت غریب ہیں تاہم جو تکلیف وہ تاخیر اور خرچ انگریزی قانون کی وجہ سے پیش آتا ہے وہ اس کو ان نقائص کے مقابلے میں جو اس قانون کے غیر ملکی ہونے کی وجہ سے موجود ہیں زیادہ اہم نہیں سمجھتے ان کی عزت' ان کی فطرت' ان کے مذہب' ان کی عورتوں کی عفت کے قوی محسوسات کو اس بدعت کا مقابلہ کرنا پڑا۔ مال کی کارروائیوں میں پہلا قدم جو اٹھایا گیا وہ یہ تھا کہ مال گزاری کے بقایا میں لوگ گرفتار کئے جانے لگے۔ دراں حالیکہ ایک معزز ہندوستانی کے لئے گرفتاری محض نظر بندی نہ تھی بلکہ بدترین ذاتی بے عزتی تھی۔ ہر مقدمہ کی ہر منزل پر حلف لئے جانے لگے۔ دراں حالیکہ معزز ہندوستانیوں کے نزدیک یورپ کے فرق کو یکر سے (جو قسم کو معیوب سمجھتا ہے) یہ طریقہ زیادہ تکلیف دہ تھا۔ مشرقی ممالک میں معزز گھرانوں کے زنانخانہ میں غیر آدمی کا داخل

باقی ص ۲۵ پر

خبریں رپورٹیں تبصرے
اخبارِ ختم نبوت

چک نمبرا میں قادیانیوں کی ناکامی' ایک قادیانی نوجوان کا قبول اسلام' ختم نبوت بہاولپور کی عظیم کامیابی

قادیانیت ایسی تنظیم ہے جس کا رد ان کی اپنی کتابوں میں موجود ہے' جو ان کے بانی مرزا قادیانی نے تحریر کی ہیں۔ ان کتابوں سے مرزا قادیانیت کی ذریت گرفت میں آتی ہے اور مرزا بھی آتا رہا کیونکہ مرزا نے ایک جگہ ایک دعویٰ کیا دوسری جگہ اس کا انکار کر دیا جن کا انکار نہ ہو سکا اور بعد میں آنے والے قادیانیوں کو پریشانی کا سامنا ہوا تو انہوں نے انتہائی دجل اور فریب سے کام لیا' حوالہ تو نہ نکال سکے صفحات میں رد و بدل کیا۔ اگر کتاب چھوٹی تختی کی تھی تو اس کو بڑی کر دیا اور اگر بڑی تختی تھی تو اس کو چھوٹی تختی کر دیا۔ ایک اور کام کیا کہ مرزا کی تمام کتابوں کو اکٹھا کر کے اس کا نام روحانی خزائن رکھ دیا جو دراصل شیطانی خزائن ہیں۔ اس میں خزائن کے صفحات الگ اور کتاب کے صفحات الگ اور ایک ایک جلد میں کئی کئی کتابیں اکٹھی کر دیں۔ انہیں دجل اور فریب کے ساتھ ۲۶ اگست کو قادیانیوں سے چک نمبرا ضلع بہاولپور میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولپور کے نوجوان اور سرگرم مبلغ مولانا محمد اسحاق ساقی سے ایک قادیانی کی بات ہوئی۔ مولانا ساقی کے ہمراہ مولانا عبدالحمید' حافظ محمد الیاس بھی تھے۔ تفصیلات کے مطابق نماز جمعہ کے بعد حافظ محمد الیاس نے اعلان کیا کہ کسی کو قادیانیوں کے بارے میں کسی قسم کا شک و شبہ ہو یا ان کے حوالہ جات کے بارے میں شبہ ہو تو آ کر سوال کر سکتا ہے۔ مختلف حضرات نے اپنے شکوک و شبہات پیش کئے۔ دریں اثناء ایک قادیانی مرزا قادیانی کی کتاب کشتی نوح لے کر آیا' اس نے ایک حوالہ دیا کہ آپ حضرات کہتے ہیں کہ کشتی نوح میں مرزا نے لکھا ہے کہ میں دو سال تک مریم کی صورت میں پرورش پاتا رہا' پھر مجھے حمل ٹھہرایا گیا اور میرے پیٹ سے عیسیٰ پیدا ہوئے۔ مولانا نے یہ حوالہ ص۴۷ سے ۵۰ دیا تھا اور پرانے ایڈیشن کے مطابق' جبکہ قادیانی نئے ایڈیشن کی کتاب لائے تو ان صفحات پر حوالہ موجود نہیں تھا۔ اس نے کہا کہ مولانا یہاں تو حوالہ نہیں۔ آخر مولانا نے اسی کتاب میں سے حوالہ تلاش کر کے دیا جو ۶۵-۶۶ پر درج تھا تو تمام مسلمانوں نے خوشی میں نعرہ تکبیر بلند کیا۔ پھر قادیانی کہنے لگا کہ میں اپنے مربی کو لے کر اؤں گا آپ بھی آئیں اور کتابیں بھی لے کر آئیں چنانچہ ۸ ستمبر بروز جمعہ وہاں فاتح قادیانیت مناظر اسلام مولانا اللہ وسایا صاحب خطیب ربوہ مولانا خدا بخش صاحب مولانا محمد اسحاق ساقی چک نمبرا پہنچ گئے۔ لیکن وعدہ کے مطابق قادیانی اور اس کے مربی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے جرنیلوں کے سامنے آنے کی ہمت نہ کر سکے اور آتے بھی کیسے آخر جھوٹے ہیں اور جھوٹے کے پیروکار ہیں۔ قادیانیوں کے نہ آنے پر وہاں کے مسلمانوں میں عقیدۂ ختم نبوت اور زیادہ مضبوط ہو گیا اور سادہ لوح مسلمان جو قادیانیوں کے دجل و فریب سے آگاہ نہیں تھے آگاہ ہوئے۔ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے نئے ولولہ اور ہمت کے ساتھ کام کرنے کا عہد کیا اور انہی تاریخوں میں یعنی ۸ ستمبر کو جامع مسجد الصادق بہاولپور میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی' جس میں حضرت مولانا محمد امین اوکاڑوی صاحب نے حضرت عیسیٰؑ کے نزول کی علامات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ان علامات میں سے ایک علامت یہ بھی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ خنزیر کو قتل کریں گے۔ مولانا نے فرمایا ابھی تو دنیا میں لاتعداد خنزیر موجود ہیں' یہ بھی مرزا قادیانی کے کذاب ہونے کی دلیل ہے۔ انہوں نے کہا کہ آج کل قادیانی غنڈہ گردی بھی کر رہے ہیں اور قتل کی دھمکیاں بھی دے رہے ہیں لیکن ختم نبوت کے پروانے ان کی غنڈہ گردی اور دھمکیوں سے مرعوب نہیں ہوں گے اور نہ ہی ان کو کوئی طاقت کچل سکتی ہے۔ وہ دن دور نہیں جب مرزائیت کا اس دنیا سے خاتمہ ہو جائے گا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا اللہ وسایا صاحب نے اپنے خطاب میں برطانیہ میں منعقدہ ختم نبوت کانفرنس کی روئیداد سناتے ہوئے فرمایا کہ برطانیہ میں مسلمانوں نے قادیانیت کا جس طرح مقابلہ کیا ہے وہ قابل تحسین ہے۔ مولانا نے واضح الفاظ میں فرمایا کہ آج تک برطانیہ میں رہنے والا کوئی مسلمان یا کوئی آدمی قادیانی نہیں ہوا یہ قادیانیوں کے جھوٹا ہونے کی دلیل ہے۔ کانفرنس سے مولانا عبدالکریم ندیم' مولانا شفیق الرحمن درخواستی' مولانا خدا بخش شجاع آبادی' مولانا امام الدین نے بھی بیان کیا۔ کانفرنس کے اختتام پر مدرسہ سے درجہ حفظ میں فارغ ہونے والے پانچ بچوں کی دستار بندی کی۔ کانفرنس کے انتظامات پروفیسر محمد علیم صاحب' حاجی سیف الرحمن نے انجام دیئے۔ کانفرنس سے ایک رات قبل مولانا اسحاق ساقی کو اطلاع ملی کہ محلہ نواباں میں ایک نوجوان قادیانیت قبول کر چکا ہے تو مولانا خدا بخش شجاع آبادی' مولانا امام الدین اور مولانا اسحاق ساقی وہاں پہنچے اور اس نوجوان کے شکوک و شبہات دور کئے۔ بعد میں اس نوجوان نے مولانا اسحاق ساقی کے ہاتھ پر دوبارہ کلمہ پڑھا۔ وہاں کے مسلمانوں میں اس خبر سے جوش و خروش پھیل گیا اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے اس نوجوان کی استقامت کے لئے دعا کی۔

جناب محمد زکی صاحب کو صدمہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت دہلی مرکنٹائل سوسائٹی کراچی کے فعال کارکن محمد زکی صاحب کے نوجوان بیٹے محمد ندیم زکی گزشتہ دنوں انتقال کر گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ محمد ندیم زکی کی نماز جنازہ ریاض مسجد دہلی مرکنٹائل سوسائٹی کی جنازہ گاہ میں ادا کی گئی۔ نماز جنازہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقی' رانا محمد انور' محمد ندیم بھائی' فاروق بھائی' اظہر بھائی' نور احمد صاحب' بھائی ایاز اور دیگر کارکنوں نے شرکت کی۔ دریں اثناء دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت میں ایک تعزیتی اجلاس منعقد ہوا جس میں مرحوم کے لئے بلندی درجات اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی گئی۔ اجلاس میں مولانا سعید احمد جلال پوری' مولانا احمد میاں حمادی' مولانا محمد علی صدیقی' رانا محمد انور' مولانا عزیز الرحمن خان' حافظ عتیق الرحمن لدھیانوی' اظہر عظیم' محمد عدنان شریک ہوئے۔

اسلامی قانون کے تحت مرتد کی سزا قتل ہے' مولانا محمد علی صدیقی

اسلامی قانون کے تحت مرتد کی سزا قتل ہے۔ یہ بات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقی نے جامع مسجد قاضیاں کوٹلہ جام ضلع بھکر میں جمعہ کے ایک بہت بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہی۔ مولانا نے فرمایا کہ قادیانی مرتد اور زندیق ہیں۔ آج اگر پاکستان میں اسلامی قانون کا نفاذ ہو جائے تو ان کو اسلامی قانون کے تحت قتل کر دیا جائے گا۔ مولانا نے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کوٹلہ جام میں پہلے کوئی قادیانی نہیں تھا مگر کچھ عرصہ قبل ایک قادیانی مختار اعوان نے کوٹلہ جام میں آرا مشین لگائی ہے۔ وہ اس آرا مشین کی آڑ میں کوٹلہ جام کے نوجوان مسلمانوں کو گمراہ کرے گا۔ جس سے کل آپ کو پریشانی اٹھانی پڑے گی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ ہونے کے ناطے آپ حضرات سے درخواست کرتا ہوں کہ اس فتنہ کو یہیں دبا دیا جائے تو بہتر ہو گا۔ کوٹلہ جام کے مسلمانوں نے وعدہ کیا کہ ہم قادیانی فتنہ کو ہرگز کوٹلہ جام میں نہیں رہنے دیں گے۔

مولانا امام الدین کا دورہ ضلع بھکر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا امام الدین نے گزشتہ دنوں ضلع بھکر کا تفصیلی دورہ کیا' جس میں بھکر دریا خان ' جھنگرائیں' کلر کوٹ نواں جنڈانوالہ دے والہ بہل شامل ہیں۔ مولانا نے ان مقامات پر درس بھی دیا اور امت مسلمہ کو قادیانیت کے عزائم سے آگاہ کیا اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی کارکردگی پیش کرتے ہوئے مولانا نے فرمایا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب کیا ہے۔ آج بھی جہاں قادیانی جائیں گے وہاں پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ ان کا تعاقب کریں گے۔ مولانا امام الدین کا دورہ ضلع بھکر بہت کامیاب رہا۔

امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم کی حضرت درخواستیؒ کے خاندان سے اظہار تعزیت

گزشتہ دنوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم لندن میں ختم نبوت کانفرنس سے واپسی پر خان پور تشریف لے گئے' جہاں حضرت نے حضرت درخواستیؒ کے صاحبزادگان سے حضرت درخواستیؒ کی وفات پر تعزیت کی اور حضرت درخواستیؒ کے بلندی درجات کے لئے دعا کی۔ نیز مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری بھی تعزیت کے لئے خان پور تشریف لے گئے۔

لاہور میں عظیم الشان دوسری ختمِ نبوّت کانفرنس

(رپورٹ: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے زیر اہتمام دوسری سالانہ ختم نبوت کانفرنس ۷؍ ستمبر ۱۹۹۴ء کو خیام ہال لاہور میں منعقد ہوئی۔ یہ کانفرنس آج سے بیس سال پہلے ۷؍ ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان قومی اسمبلی کے تاریخ ساز فیصلہ کی یاد میں منعقد ہوئی۔ جس میں مرزائیوں کے دونوں گروپوں کو صفائی کا مکمل موقع فراہم کرتے ہوئے انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ یہ فیصلہ پاکستان میں انتہائی اہمیت کا حامل فیصلہ ہے۔ بہرحال کانفرنس مغرب کی نماز کے بعد شروع ہو کر ساڑھے بارہ بجے رات تک جاری رہی۔ کانفرنس کی صدارت قائد تحریک ختم نبوت حضرت مولانا خان محمد دامت برکاتہم نے کی۔ کانفرنس سے تمام مکاتب فکر اور دینی و سیاسی جماعتوں کے مرکزی راہنماؤں نے خطاب کیا۔

○۔ جمعیت اتحاد العلماء پاکستان کے مرکزی صدر مولانا عبدالمالک خاں منصورہ نے خطاب کرتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور قادیانیت کے تعاقب کے محاذ پر عظیم الشان خدمات کو خراج تحسین پیش کیا اور اپنی جماعت کی طرف سے مکمل تعاون کا یقین دلایا۔

○۔ جماعت اسلامی پاکستان کے مرکزی جنرل سیکرٹری سید منور حسن نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی عالمی استعمار کے ایجنٹ ہیں جو پاکستان میں نفاذ اسلام کے راستہ میں زبردست رکاوٹ ہیں۔ اس رکاوٹ کو ہٹائے بغیر پاکستان میں نفاذ شریعت کا خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکتا۔

○... جمعیت علماء اسلام کے راہنما صاحبزادہ امجد خاں نے کہا کہ ۱۹۷۴ء کا فیصلہ پاکستان کی تاریخ میں سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اسے چھیڑا گیا تو بھرپور مزاحمت کی جائے کی۔

○۔ مجلس احرار اسلام کے مرکزی راہنما چوہدری ثناء اللہ بھٹہ نے کہا کہ قادیانیت کے خلاف عدالتوں کے فیصلوں کا کریڈٹ ۱۹۵۳ء کی تحریک کے شہداء کو جاتا ہے۔ جن کی قربانیاں رنگ لائیں اور قادیانیت غیر مسلم اقلیت قرار دیئے گئے۔

○۔ سپریم کورٹ پاکستان کے سینئر وکیل جناب محمد اسماعیل قریشی نے کہا کہ ناموس رسالت اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے میری جان قربان ہو جائے تو یہ میرے لئے سعادت ہے۔ عدالتوں میں قادیانیت کے خلاف اپنی تمام تر صلاحیتیں وقف کر رکھی ہیں۔ انشاء اللہ قادیانیت کے تابوت کو دلائل و براہین کی تلوار سے چھلنی کرتا رہوں گا۔

○... شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا نے اپنے خطاب میں قادیانیت کے خلاف عدالتی احتساب کی روداد بیان کرتے ہوئے کہا کہ ۱۸۸۹ء میں مرزا قادیانی نے اپنی جماعت کی بنیاد رکھی۔ سب سے پہلے علماء لدھیانہ نے مرزائیت کے کفر پر فتویٰ صادر کیا۔ ۱۹۲۶ء میں ماریشش کی عدالت میں مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت تسلیم کیا گیا۔ ۱۹۳۶ء میں بہاولپور کے ڈسٹرکٹ جج نے مرزائیوں کو مرتد قرار دیتے ہوئے مرزائی مرد کے ساتھ مسلمان عورت کا نکاح فسخ کیا۔ ۱۹۷۳ء میں آزاد کشمیر اسمبلی میں میجر محمد ایوب نے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد پیش کی جو متفقہ طور پر منظور کر لی گئی۔ ۱۹۷۴ء اپریل میں رابطہ عالم اسلامی کے زیر اہتمام ۱۴۴ اسلامی تنظیموں نے مرزائیوں کے کفر کی قرارداد منظور کی۔ ۷؍ ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ ۲۶؍ اپریل ۱۹۸۴ء کو امتناع قادیانیت آرڈیننس نافذ ہوا۔ قادیانیوں نے وفاقی شرعی عدالت میں رٹ دائر کی جو خارج ہوئی۔ قادیانی اس کے خلاف شریعت اپیلٹ بنچ میں گئے ان کی اپیل مسترد ہوئی۔ سپریم کورٹ میں اپیل دائر کی جو پانچ ججوں میں سے چار نے ہمارے حق میں فیصلہ دیا۔ اب قادیانی اس کے خلاف نظر ثانی کی اپیل دائر کر چکے ہیں انشاء اللہ العزیز وہ بھی خارج ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ اگر کسی جج نے امت مسلمہ کے متفقہ عقائد کے خلاف کوئی فیصلہ کیا تو اسے تسلیم نہیں کیا جائے گا۔

○۔ جمعیت علماء پاکستان کے راہنما قاری عبدالحمید قادری نے کہا کہ ختم نبوت کا مسئلہ اتنا ہی پرانا ہے جتنا کہ اسلام ہے اور تحریک ختم نبوت اتنی ہی پرانی ہے جتنی پاکستان کی تاریخ۔ اگر مجھ سے پوچھا جائے کہ تیرے نامہ اعمال میں کیا ہے تو میں کہوں گا کہ سوائے تحریک ختم نبوت کی چودہ ماہ کی اسیری کے میرے نامہ اعمال میں کچھ نہیں۔

○۔ مجلس علماء اہلسنت پاکستان کے مرکزی ناظم مولانا عبدالکریم ندیم نے حضرت الامیر دامت برکاتہم کو یقین دلایا کہ ہماری جماعت عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار ہے۔

○... جمعیت علماء اسلام (س) پنجاب کے جنرل سیکرٹری مولانا بشیر احمد شاد نے کہا کہ مرزائیوں کے نزدیک جہاد حرام ہے تو انہیں فوج سے فی الفور نکالا جائے۔

○... جمعیت علماء اسلام کے قائم مقام امیر مولانا محمد اجمل خاں نے نعروں کی گونج میں اپنے مدلل' مبرہن خطاب میں فرمایا کہ مسئلہ کشمیر قادیانیوں کا پیدا کردہ ہے۔ اگر قادیانی پاکستان کے حق میں اپنا ووٹ استعمال کرتے تو ضلع گورداسپور انڈیا کے پاس نہ جاتا اور مسئلہ کشمیر نہ پیدا ہوتا اس لئے کہ انڈیا کے پاس کشمیر کو جانے کے لئے واحد راستہ

شاعر اسلام سید امین گیلانی کی نئی کتاب

بخاریؒ کی باتیں

امیر شریعت حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے واقعات زندگی پر کتاب "بخاریؒ کی باتیں" از سید امین گیلانی شائع ہو گئی ہے۔

قارئین کرام وایجنٹ حضرات فوراً آرڈر ارسال کریں تاکہ انتظار کی زحمت نہ کرنی پڑے۔

منگوانے کا پتہ۔ ادارہ السادات شرقپور روڈ شیخوپورہ فون۔ ۵۴۴۱۶

گورداسپور کا ہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ آنجہانی ظفر اللہ خاں قادیانی نے بانی پاکستان کا جنازہ نہیں پڑھا۔ مسلم لیگ کی سب سے پہلی غلطی یہ تھی کہ اس نے ظفر اللہ کو وزیر خارجہ بنایا جس کی وجہ سے آج بھی پاکستانی سفارت خانوں میں قادیانیت کے موذی جراثیم موجود ہیں۔

○۔ جمعیت علماء اسلام کے مرکزی نائب امیر علامہ خالد محمود نے اپنے عالمانہ بیان میں فرمایا کہ علماء کرام نے ایک سو سال تک قادیانیت کا مقابلہ کیا ہے۔ علماء کی مساعی کی وجہ ہی سے قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار دیئے گئے۔ علماء اپنے فرائض سے نہ پہلے غافل رہے ہیں اور نہ ہی آئندہ رہیں گے۔ کاروان بخاری" مرزائیت کے خاتمہ تک رواں دواں رہے گا۔ نیز انہوں نے کہا کہ علماء کے خلاف پروپیگنڈہ کے پیچھے صیہونی لابیاں کارفرما ہیں۔

○۔ سپاہ صحابہؓ پاکستان کے نائب سرپرست اعلیٰ مولانا محمد منظم طارق ایم این اے نعروں کی یلغار میں مائک پر تشریف لائے اور گویا ہوئے کہ قادیانیت ایک مرتبہ پھر ہاتھ پاؤں مار رہی ہے اور ایک منظم منصوبہ بندی کے ساتھ مسلمانوں کے ایمان پر شب خون مارنے کے لئے توانائیاں صرف کر رہی ہے۔ ہمیں بھی اس کے مقابلہ میں سائنٹیفک انداز میں جدوجہد کرنی ہوگی۔ اس سلسلہ میں میں حضرت الامیر دامت برکاتہم کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر قادیانیوں نے اپنی غلیظ سرگرمیاں بند نہ کیں تو انہیں چیونٹی کی طرح مسل کر رکھ دیا جائے گا۔ انہوں نے آٹھویں ترمیم میں امتناع قادیانیت آرڈیننس سمیت اسلامی شقوں کے متعلق کہا کہ کسی حکومت نے اگر یہ قوانین ختم کرنے کی کوشش کی تو اس کی آنکھیں نکال دی جائیں گی ہاتھ توڑ دیئے جائیں گے۔ اسمبلی کے اندر اور باہر اس کی حفاظت کی جنگ لڑیں گے۔ انہوں نے کہا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جو محافظ ختم نبوت ہیں ہم ان کی جوتیوں کے محافظ ہیں۔ حضرت الامیر کے حکم پر کانفرنس مولانا محمد اجمل قادری کی دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض محمد اسماعیل شجاع آبادی نے سرانجام دیئے۔ سیکیورٹی کے فرائض راوی روڈ کے یونٹ نے انجام دیئے۔

قراردادیں

۱۔ یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ ناموس رسالت کے قانون اور اس کے طریقہ کار کو برقرار رکھا جائے۔

۲۔ ڈش انٹینا ملک میں فحاشی، بے دینی اور بے حیائی پھیلا رہا ہے۔ اس پر سعودی عرب سمیت کئی ایک ممالک کی طرح پابندی عائد کی جائے۔

۳۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کا سیاسی مشیر راجہ منور احمد قادیانی ہے، اسے اس اہم منصب سے الگ کیا جائے۔

۴۔ یہ اجلاس ارتداد کی شرعی سزا" سزائے موت کا مطالبہ کرتا ہے۔

۵۔ یہ اجلاس حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ نئے کمپیوٹرائزڈ شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ بڑھا کر ارتداد کے راستے میں رکاوٹ پیدا کی جائے۔

۶۔ آٹھویں ترمیم کی منسوخی سے اسلامی شقوں اور امتناع قادیانیت آرڈیننس کو بہرصورت مستثنیٰ رکھا جائے۔

۷۔ یہ اجلاس ضلع اوکاڑہ میں ایک صاحب اثر و رسوخ قادیانی کی سرگرمیوں پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۸۔سی کے تحت کارروائی کا مطالبہ کرتا ہے۔

۸۔ یہ اجلاس مولانا محمد اعظم طارق پر حملہ کی پرزور مذمت کرتے ہوئے حملہ آوروں کی گرفتاری اور عبرت ناک سزا کا مطالبہ کرتا ہے۔

۹۔ یہ اجلاس حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات پر قلبی رنج و غم کے ساتھ دعائے مغفرت کرتا ہے اور تمام پسماندگان سے اظہار تعزیت کرتا ہے۔

بقیہ۔ انگریزوں نے اخلاق تباہ کر دیئے

ہونا یا عورتوں کے چہرہ کو دیکھ لینا ایسی ناقابل برداشت زیادتی سمجھی جاتی ہے اور اس کو موت سے بھی زیادہ خوفناک خیال کیا جاتا ہے اور جس کا انتقام صرف خونریزی سے لیا جا سکتا ہے۔ بنگال، بہار اور اڑیسہ کے نہایت معزز خاندانوں کو اس قسم کی بے عزتیوں کا سامنا ہوا۔ اگر ہمارے ملک میں دفعتہ" ایک ایسا قانون نافذ کر دیا جائے جو ہمارے لئے ایسا ہی نیا ہو جیسا کہ ہمارا قانون ہماری ایشیائی رعایا کے لئے ہے تو یہ خیال کرنے کی بات ہے کہ ہمارے ملک کی اس وقت کیا حالت ہو جائے گی۔ اگر ہمارے ملک میں یہ قانون نافذ ہو کہ کسی کے قسم کھا لینے سے جس کا قرضہ ہم پر ہے اسے یہ حق ہو جائے گا کہ وہ معزز اور مقدس ترین اشخاص اور پردہ نشین خواتین کی ہتک کر سکے۔ ایک افسر کے بید لگائے جا سکیں۔ ایک پادری کو کٹہرے میں ٹھونسا جا سکے۔ شریف عورتوں کے ساتھ اس طریقہ سے سلوک کیا جا سکے جس کا نتیجہ واٹ ٹائلر جیسا بلوہ ہو۔ تو اس وقت ملک کی جو حالت ہو جائے گی اس کا تصور کرنے سے دل کانپتا ہے۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کے عہد حکومت میں سپریم کورٹ (عدالت عالیہ) نے جب اپنے قانون کو اپنے تمام مقبوضات ہند میں وسعت دینے کی کوشش کی تو قریب قریب اسی قسم کی کیفیت یہاں پیدا ہو گئی۔ اس سے ہراس و خوف کا عہد شروع ہو گیا اور وہ خوف اس خیال سے کہ خدا جانے اس کی تہ میں اور کیا کیا مصائب پوشیدہ ہیں بہت زیادہ ہو جاتا تھا یعنی جو مصیبتیں لوگوں پر پڑ رہی تھیں وہ آئندہ پیش آنے والی مصیبتوں کے خوف کے مقابلے میں کم تھیں کوئی شخص یہ نہیں جانتا تھا کہ عجیب و غریب عدالت آگے چل کر اور کیا رنگ لائے گی چونکہ ہندوستان کے لوگ سمندر کے نام سے ڈرتے تھے اس لئے وہ خوفزدہ ہو کر کہتے تھے کہ یہ عدالت کالے پانی کے اس پار سے آئی ہے۔ اس عدالت کے ججوں میں سے ایک بھی ایسا نہ تھا کہ وہ ان کروڑوں انسانوں کے رسم و رواج سے جن پر وہ بے قید حکومت کرتے تھے واقفیت رکھتا ہو۔ مقدمات کی مثلیں اس خط میں لکھی جاتی تھیں جس سے ہندوستانی قطعاً" ناواقف تھے اور فیصلے اس زبان میں صادر کئے جاتے تھے جس سے لوگ بالکل ناآشنا تھے۔ ان عدالتوں کے گرد ہندوستانی آبادی کے بدترین لوگ جمع ہو گئے، یہ لوگ چغل خور، جھوٹے گواہ، مقدمہ ساز، دغاباز اور سب سے بڑھ کر ترقی کرنے والے لوگوں کا وہ گروہ تھا جس کے مقابلہ میں انگلستان کے بدترین چے باز، نہایت دیانت دار اور رقیق القلب معلوم ہوتے ہیں۔ یہ انگریزی مشیران قانونی جس سرعت کے ساتھ تمام ملک میں پھیلے اس سرعت کے ساتھ حملہ آور بھی نہ پھیلے تھے۔ زمانہ سابق کے تمام ایشیائی اور یورپین ظالموں کی غیر انصافیاں سپریم کورٹ (عدالت عالیہ) کے انصاف کے مقابلہ میں برکت معلوم ہوتی ہیں۔"

(حکومت خود اختیاری ص ۱۵۔۱۷ از مکالین)

خلاصہ یہ ہے کہ ان عدالتوں اور ان کے قوانین سے ہندوستانیوں کے اخلاق اور اعمال پر نہایت ہی زہریلا اثر پڑا اور ان کے اخلاق انتہائی درجہ میں گرتے چلے گئے اور ہر طرف بداخلاقیوں اور بداعمالیوں کا دور دورہ ہو گیا۔

بقیہ۔ مجازی نبوت کا تار عنکبوت

سنت اللہ یہی ہے کہ نبیوں سے پیش گوئیاں کرائی جاتی ہیں مگر ان میں استعارے بہت ہوا کرتے ہیں اس لئے نبی ان کا مطلب نہیں سمجھا کرتے بلکہ بے سمجھے پیشگوئی کر دیا کرتے ہیں۔ دیکھو یونس نبی نہ سمجھا موسیٰ نہیں سمجھا عیسیٰ نہیں سمجھا ملاکی نبی نہیں سمجھا بنی اسرائیل کے سارے نبی نہیں سمجھے، اور تو اور خود ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں سمجھے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرزا صاحب کا یہ نظریہ اپنی جگہ کتنا الحاد پرور ہے؟ اس سے قطع نظر جو امر خاص طور پر قابل توجہ ہے وہ یہ کہ جو شخص نبوت و رسالت اور وحی قطعی کا دعویٰ کر کے تمام انبیاء کرام کو اپنی نظیر میں پیش کرے، اور تمام دنیا کو اس بات کا چیلنج کرے کہ میری نبوت و رسالت اور وحی پر وہ اعتراض کرو جو کسی نبی پر وارد نہ ہوتا ہو، کیا اس کی اس منطق کا صاف صاف نتیجہ یہ نہیں کہ وہ بھی ٹھیک اسی معنی و مفہوم میں رسالت و نبوت کا مدعی ہے جو مفہوم کہ تمام انبیاء کرام (علیہم السلام) کی نبوت و رسالت کا تھا؟ اور اس کے کسی ہوشیار وکیل کا یہ کہنا کہ اس نے حقیقتہ" نبوت کا دعویٰ کیا ہی نہیں تھا کیا یہ واقعہ کی صحیح ترجمانی ہے یا محض سخن سازی کے ذریعہ اس کے مکروہ چہرے پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش؟

بقیہ۔ ایک اہم سازش کا انکشاف

پاکستان اور بیرون پاکستان علمی و نصابی عہدے حاصل کرنے کی بھی کوشش کر رہی ہے۔ امریکہ اور برطانیہ کے تعلیمی اداروں میں یہ پروفیسر اسلامی تعلیمات اور پاکستان کے مفادات کو غلط انداز سے پیش کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔"

مندرجہ بالا مضمون پڑھ کر اور پھر اس خط کو پڑھ کر ساری

کی ساری سازش کا پتہ چلتا ہے کہ یہ صیہونی تنظیم زنجیری کی سازشوں کی ایک کڑی ہے۔ صیہونی خفیہ تنظیم زنجیری کی ملی بھگت سے مختلف منصوبوں پر تیزی سے عمل شروع کردیا گیا ہے جس کی واضح مثال امریکہ کی نارتھ کیرولینا یونیورسٹی میں ڈاکٹر رشید اعظم کا تقرر ہے۔ نہ معلوم یہ کب سے وہاں پر رہ کر اسلامی تعلیمات کو غلط انداز میں پیش کرکے اسلام کو نقصان پہنچا رہا ہے۔

ہم حکومت پاکستان سے پرزور اپیل کرتے ہیں کہ امریکہ کی نارتھ کیرولینا یونیورسٹی میں ڈاکٹر رشید اعظم کے بارے میں تحقیقات کریں کہ اس کا تقرر کب اور کیسے عمل میں آیا۔ اسے فوراً معطل کروایا جائے اور امریکہ میں رہنے والے مسلمان بھی اب بیدار ہوجائیں اور قادیانیت کے خلاف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم پر جمع ہوکر قادیانیت کے خلاف جہاد کریں۔

ہم حکومت پاکستان سے پرزور اپیل کرتے ہیں کہ اندرون ملک اور بیرون ملک تمام اہم کلیدی عہدوں پر فائز قادیانیوں کو فوراً بے نقاب کرکے اہم کلیدی عہدوں سے ہٹایا جائے اور بیرون ممالک جن تعلیمی اداروں' یونیورسٹیوں میں انہیں بطور پروفیسر روانہ کیا گیا ہے' انہیں فوراً واپس بلایا جائے ورنہ وطن عزیز پاکستان کے غیور مسلمان اپنے آقا محمد مصطفیٰ ﷺ کے تاج و تخت ختم نبوت کی حفاظت کے لئے اپنی جانوں سے کھیلنا بھی جانتے ہیں۔ ہم حکومت پاکستان کو خبردار کرتے ہیں کہ قادیانیوں کی سرگرمیاں بڑھتی جارہی ہیں' اگر انہیں لگام نہ دی گئی تو ملک کے حالات سنگین صورتحال اختیار کرسکتے ہیں۔

بقیہ۔ جدید سائنسی تحقیقات

ہے کہ ترقی یافتہ مغربی معاشروں میں جتنے جان لیوا امراض موجود ہیں' ان سب کی وجہ شراب نوشی ہے کیونکہ یہ پھیپھڑوں اور زبان کے کینسر کا بڑا سبب ہے۔ ذیابطیس اور گٹھیا کا مرض بھی اس سے پیدا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے چودہ سو سال قبل ہی اس کے نقصانات کا تذکرہ کرکے اسے حرام قرار دے دیا تھا بلکہ خود بعض صحابہ کرامؓ نے مدینہ منورہ میں آنحضرت ﷺ سے اس بارے میں مطالبہ کیا تھا کہ۔

"اے اللہ کے رسول ﷺ ہمیں شراب کے بارے میں فتویٰ دیجئے (کہ یہ حرام ہے) کیونکہ یہ عقل کو ضائع کرنے والی اور مال کو برباد کرنے والی چیز ہے۔"

تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرماکر اسے حرام قرار دیا۔

"اے ایمان والو شراب' جوا' بت اور پانسے سب گندے شیطانی کام ہیں لہٰذا ان سے پرہیز کرو تاکہ تم کامیاب ہوسکو۔"

سچے اور مخلص مسلمانوں نے ایک ہی حکم کا اشارہ پاتے ہی اس "ام الخبائث" کا خاتمہ کردیا اور اپنے اوپر حرام کرلیا۔ چنانچہ ایک متعصب مغربی مفکر (سرولیم مور) لکھتا ہے کہ۔

"اسلام فخر کے ساتھ کہہ سکتا ہے کہ ترک مے خواری میں جس طرح وہ کامیاب ہوا ہے' کوئی اور مذہب کامیاب نہیں ہوا۔"

مگر افسوس کہ آج کا نام نہاد مسلمان ابھی تک اس حرام ام الخبائث کا شکار ہے۔

مختصراً یہ کہ مذکورہ بحث سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ واقعاتی بنیادوں پر ٹھوس طریقے سے کی گئی موجودہ سائنسی تحقیقات و نظریات اسلامی تعلیمات یا قرآن مجید کے خلاف نہیں ہیں بلکہ اس کی مرہون منت اور موید ہیں۔ سائنس کی ترقی کے ذریعے اللہ رب العزت نے انسانوں پر حجت قائم کردی ہے۔

بقیہ۔ اسلام اور حسن معاشرت

"رواہ البخاری یعنی مسلمان کامل تو وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے بھی کسی کو تکلیف نہ ہو اور جس امر سے اذیت ہو۔ گو وہ صورت مالی یا جانی ہو یا ادب و تعظیم ہو۔ سوء خلق قرار پاتا ہے۔

معاشرت گو شعائر کے مرتبہ کے اعتبار سے عقائد و عبادات واجبہ سے موخر ہے مگر اس اعتبار سے کہ عقائد و عبادات میں کوتاہی سے اپنا ہی نقصان ہے اور معاشرے میں کوتاہی سے دوسروں کو ضرر پہنچتا ہے دونوں سے مقدم ہے شاید یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ فرقان میں الذین یمشون علی الارض ھونا و اذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاما

جو کہ حسن معاشرت پر دلالت کرتا ہے۔ صلوٰۃ توحید وغیرہ پر مقدم ذکر فرمایا۔ اسی طرح حدیث میں ان دو عورتوں کا ذکر ہے جن میں سے ایک نماز و روزہ کثرت سے کرتی تھی اور دوسری کم (یعنی کثرت سے نوافل نہیں پڑھتی تھی) آنحضرت ﷺ نے ان میں سے ایک کو پڑوسیوں کو ایذا دینے کے سبب دوزخی اور دوسری کو ایذا نہ دینے کے سبب جنتی فرمایا۔

اس کے علاوہ دوسری حیثیت سے بھی معاشرت کی اہمیت زیادہ ہے۔ وہ یہ کہ آج عوام و خواص تو کیا اخص الخواص بھی باب معاشرت کو دین میں داخل نہیں سمجھتے اور عملاً بھی اس کا لحاظ بہت کم کرتے ہیں۔

غرض معاشرت کا سب اجزائے دین سے مقدم و عظیم الشان ہونا ثابت ہوگیا مگر باوجود اس کے اخص الخواص تک کا خود بھی عملاً التفات کم ہوگیا ہے اور اپنے متعلقین کی تعلیم و اصلاح تو بالکل ہی مفقود ہے اللہ تعالیٰ رحم فرمائے (آمین)۔

مرزا قادیانی کی اردو نظم کا جواب

ماخوذ از کتاب شہباز محمدی بجواب نام نہاد اعجاز احمدی
مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی

از حکیم میر محمد صاحب ہیراں ظاہر پیر ضلع رحیم یار خان

اے خدا ظالم کو میرے غرق کر اور پھر اس کا کچومر دے نکال
اور الدین میں نہیں ہے درد دیں دردمندی ہے زباں پر ایک چال
ہے یہی غدار دین غدار حق ہیں اسی کے ساتھ سب اہل و عیال
یہ جہاد دین ہے بھائی مرا میں ہوں ہمشیرہ بلا قیل و مقال
ہے برادر کا مرے قاتل یہی اس کو اس کے قتل پر دوزخ میں ڈال
ہے سزا اس قتل کی دوزخ کی آگ آگ سے اس کو نہ تو ہرگز نکال
ہے یزید دین یہ کافر پرست دین میں ثابت ہوا ہے بدحال
یہ دعا مظلوم کی حق نے سنی آ گئی حق کی طرف سے اس کو کال
قادیاں سے موت اس کو لے چلی جا مرا لاہور میں یہ نونہال
جب کہ تھا لاہور گھر اسلام کا کردیا کافر کو واپس اس کا مال

قادیاں تھی کھیت اس پودے کی جب بیج تھا اس میں گیا کافر کا لال

کاشتہ پودا تھا جب کفار کا کافروں کو دے کے آئی اس کی آل

گاؤ ماتا ہند کی تھی قادیاں پیٹ میں واپس کیا اپنا اگال

اب رہی باقی یہاں گوبر فقط ہیں لئے پھرتے بنے ربوی رجال

پاس تھا مظلوم کے شیطان بھی اس نے بی بی سے کیا اٹھ کر سوال

میرزاد لال ہے میرا یہاں تو نہ اس کو بددعا سے اپنی گال

قادیان میں میں ہوں تاجر کفر کا میں بنا ہوں سیٹھ یہ میرا دلال

میری دلالی ہے اس پر فرض عین کیونکہ میں ہوں اصل یہ میرا ظلال

اصل اپنے سایہ سے غافل نہیں مجھ کو بھی ہر وقت ہے اس کا خیال

جب سنی بی بی نے اس کی التجا کہ دیا مجھ سے نہ کر ایسی مقال

بددعا میری ہے اک تیر قضا اس سے اس کا بچ نکلنا ہے محال

یہ گیا دوزخ کی جلتی آگ میں اب نہیں اس کو نکلنے کی مجال

تو ہے شیطان عقل شیطان ہے یہی تو ہے اس کی اصل یہ تیری نقال

دور ہوجا مجھ سے اے شیطان لعین ورنہ تجھ پر بھی پڑے گا یہ نکال

دور بھاگا اس سے شیطان بچ گیا ورنہ اس کو گھیر لیتا یہ ابال

ہے بہشتی مقبرہ نار جہنم کا مقام کیونکہ زقوم اس میں آیا سر نکال

میں نے خود دیکھا ہے واں پر یہ درخت یہ فقط میرا نہیں ہے اک خیال

دیکھ کر زقوم کو میں نے کہا کہ یہاں پر ہے بچھا دوزخ کا جال

میں نکل آیا وہاں سے زود تر کیونکہ مجھ کو تھی ذراآتی یہ شکال

پڑھنے والو گر ہو تم کو اس میں شک جا کے خود دیکھو اسی کے خدوخال

ہے حکیم بھیروی مرزا کے ساتھ جیسے یک جا مرد ہے اور اس کی زال

مرد و بیوی ہیں یہاں پر ساتھ ساتھ تاقیامت ان کو حاصل ہے وصال

آج آیا دل میں میرے یہ خیال کہ کروں اسلام کی کچھ دیکھ بھال

کیونکہ مرزا اس کے پیچھے پڑ گیا جس سے یہ رہتا ہے ہر دم پر ملال

شان و عظمت اس کی اب مجروح ہے ہوگیا کمزور اب اس کا جلال

ہے جہاں میں دین میرا ناتواں آ گیا ہے شان پر اس کی زوال

خوب تر اسلام تھا ادیاں میں اب ہوا مجروح کیوں اس کا جمال

کافروں کا دین ہے اہل جہاد اس سے میرا دین کیوں ہے خشک سال

ہر جگہ اسلام کی تذلیل ہے تضحیک ہے اس میں پیدا کیوں ہوا عزت کا کال

میں نے سوچا ہے بہت اس باب میں کہ کہاں سے آ گیا یہ اختلال

بار ساری کھل گئی ہے اسلام کی کھل گیا یہ راز سارا بالکمال

قادیاں میں اک غلام احمد ہوا جس سے ہے اسلام میرا خستہ حال

یہ جہاد دین ہے دین کا عزیز ہے یہی اسلام کا ولد الحلال

دین کی ختم نبوت جان ہے اس سے ہے اسلام زندوں کی مثال

آ گیا اسلام میں اک گرگ دین جب کہ تھا اسلام میں قحط الرجال

آتے ہی اس نے جہاد دین سے کرلیا آغاز یاں جنگ و قتال

دور تھی ختم نبوت جنگ سے لیک اس کا بھی ہوا یاں اشتعال

بن گئی یہ قادیاں میدان جنگ اس میں زوروں پہ رہا جنگ و جدال

قادیان ہے ہند میں اک کربلا اس میں مرزا ہے یزید پرضلال

ہو گیا مقتول یاں دینی جہاد قل گیا اس کو نبی کا اتصال

رہ گئی ختم نبوت نیم جاں نیم جاں میں درد کا آیا ابال

پیش حق مظلومہ نے فریاد کی ربنا یا ربنا عندی تعالیٰ

ہے شہید قادیاں میرا جہاد اے خدا اس کو ملا تیرا وصال

وہ محافظ تھا میرا آفات میں اب کرے گا کون میری یاں سنبھال

میرا حامی چل بسا تنہا ہوں میں اب ہوا جینا مرا مجھ پہ وبال

KHAT ME NUBUWWAT (AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M-160

تحفۂ قادیانیت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کے نائب امیر اول
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ کی تصنیف لطیف

○ آپ کے قلم سے مختلف اوقات میں لکھے جانے والے رسائل و مقالات کا مجموعہ ○ معلومات کا خزانہ ○ دلائل کا انبار ○ حقائق کا انکشاف ○ ایک درویش منش بزرگ کے قلم سے قادیانیوں کی ہدایت کا سامان ○ رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے تیرہویں صدی میں تحفہ اثنا عشریہ تحریر فرمایا ○ اور انہیں کے وارث حضرت لدھیانوی صاحب نے پندرھویں صدی میں تحفہ قادیانیت تحریر فرمائی ○ عنوانات ملاحظہ ہوں ○ عقیدہ ختم نبوت ○ قادیانیوں کی طرف سے کلمہ طیبہ کی توہین ○ عدالت عظمیٰ کی خدمت میں ○ قادیانیوں کو دعوت اسلام ○ چوہدری ظفر اللہ کو دعوت اسلام ○ مرزا طاہر کے جواب میں ○ مرزا طاہر پر آخری اتمام حجت ○ دو دلچسپ مباحثے ○ قادیانی فیصلہ ○ شناخت ○ نزول عیسیٰ علیہ السلام ○ المہدی والمسیح ○ قادیانی اقرار ○ قادیانی تحریریں ○ قادیانی زلزلہ ○ مرزا قادیانی 'نبوت سے مراق تک ○ قادیانی جنازہ ○ قادیانی مردہ ○ قادیانی ذبیحہ ○ قادیانی اور تعمیر مسجد ○ غدار پاکستان (ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی) ○ گالیاں کون دیتا ہے ○ قادیانیوں اور دوسرے کافروں میں فرق ○ قادیانی مسائل ○ غرض ختم نبوت 'حیات عیسیٰ علیہ السلام 'کذب مرزا قادیانی اور کسی بھی مسئلہ پر یہ کتاب فیصلہ کن ہے ○ انسائیکلوپیڈیا ہے ○ قادیانی 'مذہب سے لے کر سیاست تک 'مساجد سے عدالت تک کی کسی بھی ضرورت کے لئے اس کتاب کا آپ کے پاس ہونا ضروری ہے ○ دینی اداروں' علماء' مناظرین' وکلاء تمام حضرات کی لائبریریوں کے لئے ضروری ہے ○ صفحات ۷۲۰ ○ کاغذ عمدہ ○ کمپیوٹر کتابت ○ خوبصورت رنگین ٹائٹل ○ عمدہ اور پائیدار جلد ○ قیمت =/۱۵۰ روپے ○ جماعتی رفقاء و طلباء کے لئے رعایتی قیمت =/۱۰۰ روپے ڈاک خرچہ بذمہ دفتر ○ پیشگی منی آرڈر آنا ضروری ○ مجلس کے مقامی دفاتر سے بھی طلب کریں ○

ملنے کا پتہ

مرکزی ناظم اعلیٰ' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
صدر دفتر' حضوری باغ روڈ' ملتان۔ پاکستان۔ فون نمبر ۴۰۹۷۸